رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ

نور

ہر ماہ کی ۷ و ۲۱ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر محمد یوسف

جلد ۲۲

نمبر ۱

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں [illegible] کا ذکر اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔ (۲) سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔ (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے

" ششماہی " " ۱۲/

" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے

" امراء سے ۵ روپے

" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

KHILAFAT LIBRARY

عالیجناب ہز ہائینس نواب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب والئی منگرول کا مکتوب گرامی

خاکسار اڈیٹر نور کے نام

جناب نواب صاحب ممدوح کی روشن دماغی، دقیقہ رسی اور نکتہ نوازی آج کسی تشریح کی محتاج نہیں آپ بہترین رعایا پرور اور بہترین بہی خواہ ملت ہیں گذشتہ دنوں خاکسار نے آنجناب کی خدمت بابرکت میں ایک نسخہ "باوا نانک کے مذہب" کے بھیجنے کا فخر حاصل کیا تھا، اس کے جواب میں جو آں مکرم کا والانامہ شرف صدور لایا، وہ درج ذیل ہے:-

جناب مولوی محمد یوسف صاحب اڈیٹر اخبار نور، زاد لطفہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ ۲۵ اگست ہمدست ہوکر مظہر حالات ہوا، نیز اس سے قبل آپ کی درخواست بنا بر تقسیم کتاب معہ ایک کتاب "**باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب**" بھی موصول ہوئی، جسے میں نے از اول تا آخر پڑھوا کر بغور سنا اور بہت محظوظ ہوا اور اس بارہ میں آپکا شکر گذار ہوں کہ آپ نے ایک نسخہ کتاب مذکور بلاقیمت مجھے بھیجا۔ بے شک یہ کتاب قابل تبلیغ ہے، اور آپکی یہ سعی نیک اور ایک مفید خدمت اسلام ہے ایسا میرا خیال ہے اور میں اس کتاب کا ثناخواں ہوں، قدر دان نہیں کیونکہ اسکی قدردانی کی میں لیاقت نہیں رکھتا۔ (یہ آنمکرم کی کسر نفسی اور بہترین خوبی ہے، بے شک سے

تواضع ز گردن فرازاں نکوست ✣ گدا گر تواضع کند خوئے اوست

(اڈیٹر)

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اسکے حبیب پاک جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل امید ہے کہ وہ آپکی اس سعی خیر کو ضرور باثر اور کامیاب فرمائینگے میں آپ کو مبلغ ایک سو روپیہ بغرض تبلیغ کتاب معلومہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں، آپ اس کتاب کی سو کاپیاں جہاں جہاں آپ تقسیم کرنا مناسب خیال فرماویں، تقسیم کرینکو قبول کریں دعا اور درد دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب نواب صاحب ممدوح کے اقبال میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے، تاکہ آنجناب ہر کار خیر میں بڑھ چڑھکر حصہ لیتے رہیں۔ سو کاپیاں بھیجی اس وقت ۸۵ نسخے تقسیم ہوچکے ہیں پندرہ باقی ہیں، سکھ اور نانک پنتھی دوست جلد درخواست کریں جن صاحبان کی پہلے درخواستیں آئینگی انھیں ترجیح دیجائیگی۔

KHILAFAT LIBRARY

دُنیا میں کیا ہو رہا ہے

—— پنجاب کے جیلوں کی رپورٹ سے پتہ لگتا ہے کہ منٹگمری جیل سے ۷ آدمی اپنے کمرے سے باہر تک ۷۵ فٹ لمبی سُرنگ بنا کر بھاگ گئے، جیسے چھوٹی عمر کے قیدیوں کو بڑی عمر کے قیدیوں سے الگ رکھا جاتا تھا، اور اُن کو مفید ہنر سکھائے جاتے تھے اسی طرح سے ۲۱ سال سے کم عمر کی استریوں کو بڑی عمر کی استریوں سے الگ رکھے جانے کا انتظام کیا گیا ہے اور ان مفید ہنر سکھائے جاتے ہیں ؂

—— لنڈن کی خبر ہے کہ یہ امر یقینی ہے کہ گول میز کانفرنس کی صدارت وزیر اعظم مسٹر میکڈانلڈ قبول کریں گے اور تفاصیل کی ذمہ داری لارڈ چانسلر لارڈ سینکے کے ذمہ رکھی گئی ہے

—— خبر ہے کہ پنجاب کونسل کے بعض ناکام ممبران لاہور کے مسٹر بنسی مہتہ ایم ایل سی کے پاس پہونچکر اُسے مستعفی ہو جانے کی تحریکیں کر رہے ہیں، مگر وہ جس جماعت کی طرف سے کھڑا کیا گیا ہے اس کی منظوری کے بغیر کونسل کی ممبری کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہے ؂

—— شملہ کی خبر ہے کہ گول میز کانفرنس ۱۲ر نومبر سے پہلے شروع نہ ہوگی، ایسی صورت میں دفتر اصلاحات لنڈن نے کانفرنس کے ہندوستانی نمائندوں کو تار دیا ہے کہ وہ ۱۱ر اکتوبر سے پہلے روانہ نہ ہوں، یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس عرصہ کانگرس سے سمجھوتہ کرنے کی پھر کوشش کی جائے ؂

—— لنڈن کی خبر ہے کہ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے درمیان ایک عہدنامہ کے متعلق بات چیت ہو رہی ہے اگر اس میں کامیابی ہو گئی، تو انگلستان اور ہندوستان کے درمیان تار کے نرخ چار آنے فی لفظ کے حساب سے کم ہو جائیں گے ؂

حکومت عراق کی ہوائی فوج

عراق گورنمنٹ اپنی فوج میں ہوائی طاقت شامل کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ دوران قیام لنڈن میں شاہ فیصل نے چھ ہوائی جہاز خریدے ہیں اور عراق میں ہوائی مستقر قائم ہو جانے کے بعد اس تعداد میں

اضافہ کر دیا جائیگا، اسی نوجوان ہوائی تعلیم حاصل کرنیکے لئے انگلستان بھیجے جا رہے ہیں ؂

ایران سے تعلیمی وفود

حکومت ایران نے قریباً ڈیڑھ صد طلبا کا ایک تعلیمی وفد مرتب کیا ہے جو مختلف جتھوں میں یوروپ جاکر مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرے گا، وزارت حربیہ نے بھی چیدہ افسروں کا ایک وفد فوجی تعلیم کے حصول کیلئے فرانس اور اٹلی بھیجنے کی تجویز کی ہے۔

سکندر اعظم کے مقبرہ کی کھدائی

مصر کی وزارت اوقاف نے محکمہ آثار قدیمہ کو سکندریہ میں مسجد دانیال کے قریب سکندر اعظم کا مقبرہ کھودنے کی اجازت دے دی ہے۔

دوست غور سے پڑھیں

جن بھائیوں کا چندہ اخبار ختم ہے انھیں پندرہ روز پیشتر اطلاع دینے کے بکیم اکتوبر کو وی پی کئے گئے ہیں، اب مجھے توقع رکھنی چاہیے کہ یہ دوست اپنا اخلاقی فرض سمجھ کر وی پی وصول فرمائینگے، دوستوں کو یہ جاننا ضروری ہے کہ اسوقت اخبار ۳۰ ماہوار نقصان پر چل رہا ہے ابھی اسمیں عملہ کی تنخواہ شامل نہیں ہیں نے اسے محض تبلیغی حربہ سمجھکر جاری رکھا ہوا ہے اس صورت میں باوجود پیشتر اطلاع ملنے کے بھی اگر دوست وقت پر وی پی وصول نکریں تو پھر مشکلات کا کیا ٹھکانہ ؟

ٹرکی میں رشوت ستانی کا انسداد

رشوت ستانی کے مسئلہ نے ٹرکی میں بہت بےچینی پیدا کر رکھی ہے اس لئے پارلیمنٹ نے ایک مسودہ قانون پاس کیا ہے جس میں حکومت کو رشوت خور افسران کے خلاف کارروائی کرنے کے وسیع اختیارات دیدیئے ہیں۔

ٹرکی میں ایک جدید سیاسی جماعت

ترکی میں ایک نئی سیاسی جماعت حزب الاحرار کے نام سے قائم ہوئی ہے جس کے پریسیڈنٹ فتحی بے ہیں جو پیرس میں

سفیر تھے مگر گذشتہ ماہ سے مستعفی ہو چکے ہیں، انھوں نے اس جماعت کا ایک لائحہ عمل تجویز کر کے حکومت کے پیش کیا ہے، معلوم ہوا ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا کی بہن مقبولہ خانم بھی اس جماعت میں شامل ہوئی ہے ؂

جاوا میں ڈچ حکومت کا نرالا حکم

معلوم ہوا ہے کہ جاوا کی ڈچ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ اسلامی مدارس میں کوئی طالب علم زبان عربی کی تعلیم حاصل نہ کرے، بلکہ سرکاری مدارس میں تعلیم حاصل کیجائے جاوا کے مسلمانوں میں اس سے بہت ہیجان برپا ہے۔

حجاز میں شادی کا جدید قانون

اخبار ام القریٰ راوی ہے کہ حجاز گورنمنٹ شادی بیاہ کے متعلق ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ میں پیش کرنے والی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جوان اور بالغ لڑکے قانوناً شادی کرنے پر مجبور کئے جائیں۔ مہر کی رقم متعین کر دی جائے اور شادی بیاہ کیلئے کم سے کم مصارف مقرر کر دیے جائیں تا فضول رسمیں بند ہو جائیں۔

—— مسٹر کے۔ ٹی۔ پال جو وائی ایم سی اے لاہور کے سکریٹری تھے، گول میز کانفرنس کے مندوب مقرر کئے گئے ہیں جس سے ہندوستانی عیسائیوں کی نیابت میں نمایاں ترقی ہو گئی ہے۔

—— حکومت بنگال کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سول نافرمانی کے فیصلے کے سلسلے میں اس وقت ۹۷۶ قیدی معافی مانگ کر رہا کئے جا چکے ہیں، اور محکمہ اطلاعات پنجاب کی رپورٹ ہے کہ چھ صد کے قریب معافیاں یہاں بھی ہو چکی ہیں ؂

—— سکندر آباد - ایک شخص کی فصل خراب ہو گئی اور پیداوار اچھی حاصل نہ ہو سکی، اس کے اہل و عیال فاقہ کشی میں مبتلا ہو گئے، وہ بہت برہم ہوا، اس نے اپنے آپ کو اور اپنی بیوی کو ایک کمرے میں بند کیا، پہلے بیوی کا خنجر سے کام تمام کر دیا، اور پھر اپنے آپ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا، یہ افلاس کی برکت ہے ؂

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

بشارت

جب یہ پرچہ ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچیگا تو انشاء اللہ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کا نواں پارہ بھی ختم ہو گا، میں جب یہ پڑھتا ہوں کہ عیسائیوں نے انجیل کا دنیا کی ۹۰۰ زبانوں میں سے ۱۵۴ میں ترجمہ کر کے جہان پھیلا دیا ۔ تو میری گردن مارے ندامت کے جھک جاتی ہے، کیونکہ ہم نہ صرف یہ مانتے بلکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا سب سے آخری اور بہترین گیان یا کلام پاک ہے اور اسی کلام پاک پر چلنے سے ہی دنیا کی نجات وابستہ ہے اور پھر دوسری طرف جب یہ دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں نے خداوند تعالیٰ کے اس سب سے پیارے کلام پاک کے شائع کرنے میں غیر معمولی سستی سے کام لیا ہے تو میں ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں عیسائیت کے زیادہ پھیلنے میں جہاں اور باتوں کا دخل ہے وہاں انجیل کے مختلف زبانوں میں تراجم اور ان کی اشاعت کا بھی حصہ ہے کیونکہ ہم پہلے ہی لوگوں کو یہ کہتے پھریں کہ ہماری کتاب سب سے اعلیٰ اور افضل ہے، مگر جب تک ان لوگوں کے سامنے ان کی زبان میں ہم اس بہترین عرفان یا گیان کو نہ رکھیں وہ لوگ کیا سمجھ سکتے ہیں، مٹھائی خواہ کتنی لذیذ ہو مگر اسکے لذیذ ہونے کا محض ڈھنڈورہ لوگوں کو اس کی لذت سے آشنا نہیں کر سکتا، جب تک وہ اسکی حلاوت کو خود چکھ کر نہ دیکھ لیں، اس لئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ فرقان حمید کی خوبیوں اور حسنات سے آگاہ ہوں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم ان لوگوں کی مانوس زبانوں میں فرقان پاک کے تراجم شائع کریں۔

میرا تو یہ ایمان ہے کہ اگر پنڈت دیانند صاحب کے سامنے فرقان پاک کا ہندی ترجمہ اپنے اصلی رنگ میں جاتا تو فرقان حمید کے متعلق سوامی دیانند کا نقطہ نگاہ کچھ اور ہی ہوتا، اور اگر ہم اس وقت تک فرقان پاک کا ترجمہ ہندی میں شائع کر سکتے تو اسوقت بحیثیت مجموعی کلام پاک کے متعلق آریہ سماج کی ذہنیت کا رنگ بھی مختلف ہی ہوتا دراصل اسی بات نے ہی مجھے زیادہ آمادہ کیا کہ میں فرقان پاک کے ہندی ترجمہ کا کام اپنے ہاتھ میں لوں ورنہ میری صحت ہرگز مجھے اجازت نہیں دیتی تھی کہ میں اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینے کیلئے اس قدر عجلت سے کام لیتا اکثر دوستوں کو یہ معلوم ہے کہ فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ کی تکمیل کیلئے لگاتار چار سال تک مجھے روزانہ پندرہ پندرہ گھنٹے محنت شاقہ سے کام لینا پڑا ہے اور محنت بھی اس قسم کی کہ ان ۴ سالوں میں قریباً میرا یہی دستور رہا کہ میں صرف شام کو ایک وقت ہی کھانا کھاتا رہا۔ اور دوپہر کے کھانے سے اس لئے گریز کیا، کہ یہی وقت فرقان پاک کے گورمکھی ترجمے پر صرف ہو، اس کٹھن مجاہدہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک تو میرے دائیں ہاتھ میں کچھ رعشہ کی شکایت پیدا ہو گئی اور دوم ذیابیطس کا عارضہ، حالانکہ میری عمر کچھ زیادہ نہیں مگر مجھے خوشی ہے کہ میں نے کلام مجید کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر لیا الحمد للہ !!!

اب ڈاکٹروں کا تو یہی مشورہ تھا کہ مجھے کم از کم ایکسال دماغی کام سے بالکل آرام کرنا چاہئے اور یہ ہر دو عوارض خود بخود ہی دور ہو جائینگے، کسی دوا کی ضرورت نہیں اسکی بہترین دوا Rest ہی ہے۔

مگر عمر کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے اگر اور نہیں تو کم از کم ہندوستان کی ان زبانوں میں تو مجھے فرقان پاک کے تراجم کر دینے چاہئیں جن کو میں جانتا ہوں اسی نیک جذبہ سے متاثر ہو کر ہی باوجود اس ڈبل بیماری اور ناتوانی کے میں نے ایک اور مشکل مجاہدہ سے گذرنا پسند کیا، نو پارے تو خدا کے فضل سے قریباً ہو ہی چکے باقی کیلئے بھی اللہ کریم کے کرم سے مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ میں جلد ہی کر لوں گا، یہ صحیح ہے کہ بفضل خدا میرا عزم بلند ہے مگر میرا جسم میرا ساتھ نہیں دیتا مگر مضبوط قوت ارادی ہر ایک مشکل کو آسان بنا دیتی ہے، ایسا عزم صمیم اور قوت ارادی بھی اللہ کے کرم سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

دوست میرے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بھی زیادہ ہمت دے اور میں جلد سے جلد اس کار خیر کو مکمل کر لوں، کیونکہ میری روح اس نظارہ کے دیکھنے کیلئے تڑپ رہی ہے جب گورمکھی اور ہندی دان خداوند تعالیٰ کے سب سے اتم گیان (بہترین عرفان) کو اپنی زبانوں میں پڑھینگے کیا ہی وہ مبارک وقت ہو گا. جب ہندی دان سورۃ فاتحہ کا ترجمہ اپنی زبان میں یہ الفاظ ادا کرینگے ۔

(آرنبھ) پرماتما کے نام سے (جو) اتی دیالو (اور) کرپالو (ہے) سرد پرکار کی استتی پرماتما ہی کیلئے (یوگ) ہے (جو) سرو سنسار کا پرت پالک (ہے) اتینت دیالو کرپالو (ہے) پرلے کے دِن کا سوامی (اے پرماتمن) ہم تیری پوجا کرتے ہیں اور تجھ سے ہی سہایتا مانگتے ہیں ہمکو سیدھا مارگ دکھلا، ان لوگوں کا مارگ جن پر تو نے اپنی کرپا کی اور نہ ان کا جن پر تیرا کرودھ ہوا اور نہ ہی کمارگیوں (بھٹکے ہوؤں) کا

جب اسی طرح فرقان حمید کا سب ترجمہ میرے ہندو دوست اپنی ہی بھاشا میں پڑھینگے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایسے بہترین عرفان اور گیان سے ان کے جسم میں ایک برقی رو نہ دوڑ جائے، اور ان کے دل نہ پکار اٹھیں کہ واقعی **پرماتما کا سچا گیان تو قرآن ہی ہے**' اور بیساختہ ان کی زبانیں پکار اٹھیں کہ **مقدس قرآن کی جے**"

KHILAFAT LIBRARY

کیا ہی وہ مبارک وقت ہو گا آؤ ہم سب اللہ کے حضور دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ جلد سے جلد وہ مبارک وقت لائے، جب ہندو لوگ قرآن حمید کو بہتر سمجھنے لگ جائینگے تو انشاء اللہ یہ ہندو مسلم فساد بھی رخصت ہو جائیگا اور اس بدقسمت ہندوستان کو بھی شانتی اور امن نصیب ہو گا، سبحان اللہ کیا ہی وہ مبارک وقت ہو گا،

اور میری یہ سب جدوجہد اسی مبارک وقت کے لانے کیلئے ہی ہے ورنہ میری صحت اس عظیم الشان کام کے بار کو اٹھانے کیلئے ہرگز تیار نہ تھی، کون نہیں جانتا کہ دنیا میں اکثر فسادوں کی جڑ غلط فہمی ہے جب اسلام اور قرآن پاک کے متعلق ہمارے ہمسایوں کی غلط فہمی دور ہو جائیگی

تو یہ لڑائی جھگڑے بھی جاتے رہینگے، آؤ ہم سب ملکر درد دل سے دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ یہ مبارک وقت جلد لائے۔ آمین

شذرات

ڈاکٹر مونجے اور پرتاب

مشہور ہندو سبھائی ڈاکٹر مونجے کی زبان جس تیزی کے ساتھ اسلام کے برخلاف چلتی ہے وہ اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے، کہ خود متشدد آریوں کو بھی اعتراف ہے چنانچہ ۱۸ر ستمبر کا پرتاپ ڈاکٹر موصوف کے متعلق لکھتا ہے کہ "انھوں نے نہایت ہی جارحانہ زبان استعمال کی .... وہ سخت حملہ کرتے ہیں .... بہت سے ہندو انکے خیالات سے اتفاق رکھتے ہیں، لیکن ان خیالات کو دنیا کی چار دیواری میں پھیلانے سے احتراز کرتے ہیں، ڈاکٹر مونجے اپنی آتش فشان طبیعت سے ہندو مہاسبھا کے ممتاز لیڈر بن گئے ہیں"

اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ موجودہ ہندو ذہنیت کیا ہے اور یہ کیسے لوگوں کو پسند کرتی ہے اس "آتش فشانی" کے اظہار کے قبل کوئی ڈاکٹر مونجے کو جانتا بھی نہ تھا، مگر ان کی آتش بیانی نے انھیں ہندو دنیا کا ممتاز لیڈر بنا دیا، جب تک کوئی بھی قوم ایسے لوگوں کو نوازتی رہے گی ہندوستان کے بھلے دن آنے سے رہے ٭

آریوں پر آرین عقائد کا اثر

آریہ گزٹ لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"میری ہمدردی اس قسم کے لوگوں سے کسی قسم کی نہیں ہے اور میں پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کا مقابلہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، یہ لوگ آریہ سماج کی جڑوں پر کلہاڑا رکھنے والے ہیں، اور وقت آ گیا ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو مجبور کر دیا جائے، کہ یا تو وہ آریہ سماج کے ساتھ آریہ سدھانتوں کے ساتھ، آریہ سماج کے سوشل کام کے ساتھ، آریہ سماج کے طریق کار اور آریہ سماج کے تعلیمی کام کے ساتھ پورے معنوں میں تعاون کریں، اور یا آریہ سماج سے بالکل الگ ہو جائیں، آریہ سماج کے اندر رہ کر آریہ سماج کے خلاف بولنے یا پرچار کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں ایمانداری بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ لوگ ایک طرف ہو کر رہیں۔

نور۔ صاف ظاہر ہے کہ بعض آریہ کہلانے والے آریہ عقائد سے اتفاق نہیں رکھتے۔ دور کیوں جاؤ خود آریہ گزٹ کے اڈیٹر صاحب کا بھی یہی حال ہے کیا آئے روز آریہ گزٹ نکاح بیوگان پر زور نہیں دیتا، حالانکہ بانئی سماج سوامی دیانند کبھی بھی نکاح بیوگان کے حق میں نہیں ہوئے اسلئے یہ زیادہ اچھا ہوگا، کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ دوسروں پر غصہ کرنے کی بجائے پہلے خود اپنی طرف بھی دیکھ لیں۔

KHILAFAT LIBRARY

برہما میں مسلمانوں کی ترقی

۱۷ر اگست کا پرکاش لکھتا ہے کہ:۔

"برہما میں ملازمت اور بیوپار کے سلسلے میں جو لوگ گئے ہیں، ان میں ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہے لیکن باوجود اس کے یہ افسوس کی بات ہے کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی بمقابلہ ہندوؤں کے بڑھ رہی ہے چنانچہ مرگوئی ضلع میں جہاں ۱۹۱۱ء میں ہندوؤں کی آبادی ۹۰۰ تھی وہاں ۱۹۲۱ء میں ۸۰۹ رہ گئی، اور مسلمانوں کی آبادی ۱۹۱۱ء میں جہاں ۹۱۰۰ تھی وہاں ۱۹۲۱ء میں ۱۱۰۰۰ ہو گئی، اس کا کارن کیا ہے؟ یہ کہ ہندو ذات پات کی بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں"

آریہ پریس عام طور پر مسلمانوں پر یہ الزام لگایا کرتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، بھلا اب کوئی اس آریہ اخبار کے اڈیٹر مہاشا سے پوچھے کہ برہما میں کون سا جابر مسلمان راجہ چڑھ کر گیا جس کی وجہ سے وہاں مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے دراصل اس کی وجہ یہی ہے جسے دبی زبان میں خود اس آریہ اڈیٹر کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے یعنی اسلام کا بہترین تمدن اور پھر بہترین روحانیت ٭

ہندو سادھو اور گوشت و شراب

۱۷ر اگست کا پرکاش لکھتا ہے کہ:۔

"ہندو سادھوؤں میں لوگی ناتھوں کی بھاری تعداد ہے ان کی پنجاب میں کئی ایک گدیاں ہیں شراب مانس سیون (استعمال) کا ان میں کھلا پرچار (اشاعت) ہے"

بعض ہندو جو یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں سے اس لئے چھوت کرتے ہیں، کہ مسلمان گوشت خور ہیں کیا یہ لوگ ان لوگی ناتھوں سے بھی چھوت کرتے ہیں یا نہیں ہرگز نہیں انکا تو اس قدر احترام ہے کہ ان کے سامنے تو سر جھکایا جاتا ہے حالانکہ وہ گوشت کے ساتھ شراب بھی پیتے ہیں، پس ثابت ہوا کہ مسلمانوں سے چھوت گوشت خوری کی وجہ سے نہیں بلکہ محض انکا مسلمان ہونا ہے۔

اپنے بانی کے برخلاف آریوں کی آواز

۱۷ر اگست کے پرکاش میں مہتہ جیمنی ویدک مشنری لکھتے ہیں کہ:۔

"سوامی دیانند نے سنسکار ودھی میں نامعلوم کون سے گرہی سوتر کے پرمان سے لکھدیا، گوبھلی، پارسکر اور داتسائن گرہی سوتروں میں تو نہیں ہے کہ برہمن کے پتر کے ساتھ شرما اور کھشتری کے پتر کے ساتھ ورما لگایا جائے، یہ رواج پراچین کسی اتہاس یا ساہتیہ میں نہیں ملتا، مگر اب آریہ سماجیوں کے ہاتھ یہ ایک پرکار کا لائسنس آ گیا کہ ہر ایک برہمن چاہے تراکشر بھٹاچاریہ ہو، چاہے دو چار اکشر جانتا ہو، چاہے سناروں کا کام کرتا ہو چاہے حلوائی کا، وہ اپنے تئیں پنڈت اور شرما بتاتا ہے"

صرف شرما اور ورما کے الفاظ پر ہی کیا موقوف ہے بانئے سماج نے ہندو دھرم میں بہت کچھ کتر بیونت سے کام لیا ہے، اور اگر یہ کانٹ چھانٹ کسی نمایاں اصلاح کا موجب ہو سکتی تو بھی غنیمت تھا، الفاظ میں خواہ آریہ سماج کتنے ہی زمین و آسمان کے قلابے ملائے مگر عملی زندگی میں ایک عام سناتنی اور ایک عام آریہ میں کچھ فرق نہیں ہے ٭

آریہ سماج کے موجودہ سنیاسی

یہ صاحب اسی مضمون میں آگے چلکر لکھتے ہیں کہ:۔

"بان پرستھی آریہ سماج میں شامل ہوئے یا آریہ سماج میں انھوں نے سنیاس آشرم گرہن کیا، وہ بھی بندیاں

کے فرائض کو چھوڑ کر سنتھاؤں کو سنبھال کر بیٹھ گئے، یا دھکاروں کے دل دادہ بن گئے، کہاں سنیاسی کا یہ فرض کہ تین دن سے زیادہ ایک استھان پر نہ ٹھیرے، تاکہ اسے کہیں راگ پیدا نہ ہو جاوے، کہاں سنیاسی کا یہ کام کہ پیادہ چل کر پرچار کرے اور کسی سے دھن نہ مانگے، اگر کوئی دیوے بھی تو لوگوں کے اُپکار پر لگا دے، مگر آج سنیاسی مٹھ دھاری بنے بیٹھے ہیں، اور اپنی اپنی سنتھائیں کھول کر اپنی گدی بنا بیٹھے ہیں، کئی سنیاسیوں نے تو بنک میں روپے جمع کرا رکھے ہیں"

مگر کیا یہ صاحب ذرا اس بات پر بھی روشنی ڈالیں گے کہ کیا سوامی دیانند جی ان شرائط کے پابند تھے کیا وہ ایک جگہ تین روز سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے کیا یہ درست نہیں ہے کہ جب سوامی صاحب موصوف فوت ہوئے تو لاکھوں کی جائداد چھوڑی۔ جب بانی کا طرز عمل یہ ہو تو پھر آریہ سماج کو موجودہ سنیاسیوں پر گلہ کیوں؟

قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی اور ہندو

قادیان کے ہندوؤں کو یہ شکایت ہے کہ یہاں کی سمال ٹاؤن کمیٹی کا روپیہ مسلمانوں پر زیادہ خرچ ہوتا ہے مگر واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے مسلمانوں کی نسبت یہاں ہندوؤں کی آبادی ۱/۱۰ ہے، اور اس صورت میں اگر مسلمانوں کی طرف زیادہ خرچ بھی ہو تو بھی ہندوؤں کو کوئی گلہ نہ ہونا چاہئے مگر حالات اس کی تائید میں نہیں باوجود ہندو یہاں قلیل بلکہ اقل ہونیکے وہ پھر بھی کثرت رکھنے والوں سے زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں، کمیٹی کے سینیر عملہ پر ماہوار قریباً ۶۵ روپے خرچ ہو رہے ہیں جن میں سے صرف ۳۰ روپے مسلمانوں کے حصہ میں آتے ہیں اور ۳۵ روپے ہندوؤں کے حصہ میں - اور پھر ہندوؤں کو یہ گلہ ہے کہ ان کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا تمام پنجاب میں یہی ایک کمیٹی ہے جس میں مسلمان ۹/۱۰ اور ہندو ۱/۱۰ ہوں، اور پھر ہندو عملہ مسلمانوں کی نسبت زیادہ تنخواہ لے رہا ہو۔

اگر دنیا میں شکرگذاری بھی کوئی چیز ہے تو پھر ہر خیال میں قادیان کے ہندوؤں کو مسلمانوں کا شکرگذار ہونا چاہئے کہ انہوں نے ایسی مثال قائم کی ہے جس کا نظیر زمانہ کسی اور جگہ ملنا بہت مشکل ہے اگر یہی حالات ہندوؤں کے حق میں ہوتے تو مسلمانوں کو بات کرنے کا موقعہ بھی نہ ملتا، شنوائی ہونی تو رہی الگ۔

KHILAFAT LIBRARY

ودھوا آشرم

۱۹۲۹ء کی سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ:۔

"لڑکیوں کی تجارت جس مجرمانہ طور پر کی جاتی ہے اور اس کی ترقی یافتہ تنظیم اگر دیکھنی ہو تو نام نہاد ودھوا آشرموں کی حالت جا کر دیکھ لیجئے، ضابطہ فوجداری کے ماتحت لاہور کے متعدد ہندوؤں کو جنھوں نے اس قسم کا آشرم کا انتظام کر رکھا تھا، سزا دی جا چکی ہے ایک لڑکی دُلھن کی حیثیت سے وزیر آباد کے ایک باشندے کو ۳۲۰ روپے میں فروخت کر دی گئی، اس وزیر آبادی نے انجمن شادی کے منتظمین سے کہا تھا کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں، آپ میری اس معاملہ میں مدد فرماویں یہ لڑکی کچھ دنوں تک اس خاوند کے پاس رہی، اور اس کے بعد میں خاوند نے جو کچھ زیور اور کپڑے وغیرہ اس کو دے رکھے تھے وہ لیکر چلتی بنی، تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ملزمین لوگوں کو اسی قسم کا دھوکا دیا کرتے ہیں وہ نیچ ذات کی عورتوں کو پنجاب میں لاتے اور ان کو بیوہ بتا کر فروخت کر دیتے تھے، انھوں نے اس کام کو بڑے پیمانہ پر چلا رکھا تھا، ان لوگوں کی سرگرمیاں ضلع مظفر گڈھ تک پہونچ چکی تھیں جہاں پر اس قسم کے کئی معاملوں کا پتہ چلا، مظفر گڈھ سے لڑکیاں لے جائی جانے کا حال لاہور کی اطلاع سے معلوم ہوا تھا، (پرتاپ ۲۱ ستمبر)

وہ ہندو جو تحریک اشدھی وغیرہ پر اسقدر زور دے رہے ہیں کیا ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اس طرح کی ودھوا آشرموں کی اصلاح کا بیڑا اٹھائیں کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظلم ہو سکتا ہے کہ عورتوں کی بے بسی کا اس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا جائے، اور پھر اس گروہ کے لوگ اسکی اصلاح کے درپے نہوں، ودھواؤں کے حق میں چند ایک ریزولیوشنز وغیرہ کے پاس کر دینے سے تو اصلاح نہیں ہو سکتی، جب تک اس کیلئے کوئی عملی قدم نہ اُٹھایا جائے، اور اس کے لئے پہلا قدم یہ ہونا چاہئے کہ اس قسم کی آشرموں کی فوراً اصلاح کی جائے

دوستوں کو میرے ساتھ انصاف کرنا چاہیے

وہ کام جو لاکھوں کے خرچ سے قوم کو میسر آسکتا ہے میں کوڑیوں کے مول دوستوں کو دے رہا ہوں، قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کے وقت میں نے کسی دوست پر بوجھ نہیں ڈالا، روزانہ ۱۶ سولہ ۱۶ سولہ گھنٹے لگاتار کئی سال تک کام کیا اخبار بھی جاری رکھا، اور شہر کی کمیٹی کے فرائض بھی آنریری طور پر نبھاتا رہا، خدا کے کرم سے قرآن پاک کا گورمکھی ترجمہ تو مکمل ہو چکا، اب میں ہندی ترجمہ میں مصروف ہوں، میں جو کچھ کر رہا ہوں محض قرآن حمید کی اشاعت کیلئے، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم مسلمانوں سے واقعی یہ فاش غلطی اور ناقابل عفو سُستی ہوئی، جو ہم نے اس وقت تک ہندوستان کی دیسی زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم سے پہلو تہی کی، ورنہ اس وقت ہندوستان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا، آپ جانتے ہیں اس میں مجھے ذاتی فائدہ کیا؟ کیا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں بھی ۵ - ۶ گھنٹہ روزانہ کام کر کے اپنی زندگی آرام سے گذاروں، مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں روزانہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ گھنٹے کام کروں یہ محض اسلام اور پیارے اسلام کی خاطر اور قرآن پاک کی تقدیس کی اشاعت کے لئے۔

اب میں دوستوں سے اور کچھ نہیں صرف اس قدر چاہتا ہوں، کہ نور کی توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ دیں، تاکہ نور کی اشاعت اس قدر ہو جائے کہ اس کے ۳۰ روپے ماہوار کا نقصان تو پورا ہو جائے، یہ یاد رہے کہ اخبار پر ابھی عملہ کا بوجھ نہیں، ورنہ خسارہ سو روپیہ ماہوار سے کم نہیں؛

KHILAFAT LIBRARY

اسلام کے احسانات ہندوستان پر

مسٹر مکندی لال بی اے بیرسٹر ایٹ لاء نے بھی ایک مضمون رسالہ سورسوتی الہ آباد میں شائع کیا تھا جس کا اُردو ترجمہ ذیل میں درج ہے:-

"نووارد مسلمان بادشاہوں نے بھی دستکاری کی طرف خوب دھیان دیا، اُنھوں نے ہندو کاریگروں اور مصوروں کو نوکر رکھا، اور ان سے نئے نئے محل، مسجدیں اور مقبرے وغیرہ بنوائے، ہندوستان میں فن تعمیر کا نیا باب شروع ہوا، اور آج کل جو مشہور عالم محل، مسجدیں، مقبرے اور قلعے وغیرہ ہندوستان میں نظر آتے ہیں وہ اسلامی تہذیب ہی کا پھل ہیں*

ہماری نگاہ میں سب سے زیادہ اثر اسلامی حکومت کا ہندوستان کی مصوری اور فن تعمیر پر پڑا، اور اس سے فائدہ ہی ہوا، ہندوؤں کا فن مصوری قریباً مفقود ہی ہو چکا تھا، نئے نئے محل، قلعے، اور بڑی بڑی عمارتیں، بُت اور مندر بننے بند ہو چکے تھے، اگر مسلمان یہاں نہ آتے تو ہنر مندی قطعی مفقود ہو جاتی*

لٹریچر کی ترقی بھی مسلمانوں کے عہد میں بہت ہوئی، البیرونی نے جو احسان دنیا اور ہندوستان پر لٹریچر کے ذریعہ کیا، اس کا ذکر ہم مختصراً کر چکے ہیں، کئی مسلمان بادشاہ خود ہی صاحب تصنیف تھے، اور ان میں سے اکثر کے درباروں میں کئی ایک ادیب اور شاعر رہتے تھے، اس زمانہ کے مشہور مسلمان ادیب حسن دہلوی، منہاج السراج، ضیاء برنی، اور مولانا عمران تھے، کئی مسلمان پنڈت سنسکرت کے بھی بہت بڑے فاضل تھے، سنسکرت میں قومی اور مذہبی لٹریچر کی اس وقت بڑی ترقی ہوئی، کئی اعلیٰ پایہ کے ناٹک بھی لکھے گئے، راماج کا برہم شو تر پار تھ سار تھی مشر کی کرم ملیمانسا جے دیو کا گیت گووند، جے سنگھ سوامی کا ہمعصر مدمرون اور حسین شاہ کے وزیر روپ گوسوامی کے علت مادھو کی تصنیف اسی زمانہ میں ہوئی و گیا نیلشور کی مت اکھشرا اور جیموت دامن کے دائے بھاگ بھی اسی زمانہ میں لکھی گئیں، کلہن نے اپنی مشہور تواریخ (کشمیر) بھی اسلامی عہد میں ہی تصنیف کی، جین مذہب کے عالموں نے بھی کئی کتابیں لکھیں جن میں سے مشہور مصنف ہیم چندر ہے*

ہندی زبان کی تنظیم بھی اسلامی عہد میں ہوئی، اس وقت کے مسلمانوں میں سب سے مشہور فاضل امیر خسرو کی تصانیف میں ہندی کے کئی لفظ پائے جاتے ہیں، اُنھوں نے عربی کی طرح ہندی کو ایک اعلیٰ درجہ کی زبان تسلیم کیا ہے، ان کی رائے تو یہاں تک تھی کہ ہندی ایران کے شہر رائے (؟) اور روم کی زبان (اعلیٰ درجہ کی فارسی) سے بھی اچھی ہے، اُن کی رائے میں ہندی عربی کی طرح باقاعدہ زبان تھی، اُنھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہندی استعارات و مجازات سے مزین ہے*

مقامی زبانیں...... بنگال میں بھی اس وقت لٹریچر کی بڑی ترقی ہوئی، کیرت داس کی بنگلہ رامائن چودھویں صدی میں سنسکرت سے بنگلہ میں ترجمہ ہوئی، نصرت شاہ کے ایک درباری ملی گھر وشو نے بھاگوت کے دسویں اور گیارھویں کانڈوں کا ترجمہ کیا، اور حسین شاہ کے ایک پرگل خان کے لکھنے پر کویندر پرمیشور نے مہابھارت کا بنگلہ میں ترجمہ استری پرب تک کیا، اسی طرح مرہٹی زبان کی بھی اس (اسلامی) زمانہ میں خوب ترقی ہوئی*

اس مختصر سے مضمون میں ان تمام امور کے ذکر کی گنجائش نہیں جن کی ترقی یا آغاز مسلمانوں کے آنے سے لے کر پندرھویں صدی کے آخر تک ہوئی، پس وہ (اسلامی) زمانہ بھارت کی پستی اور تنزل کا زمانہ نہ تھا بلکہ اُٹھنے اور ترقی کرنے کا تھا، ہندو تہذیب بوسیدہ، طاقت اور زندگی سے خالی ہو چکی تھی، اور اسے بیرونی رگڑ کی سخت ضرورت تھی، اور وہ ضروری دوائی جو ہندوستان کو کمزور سے مضبوط بنائے وہ مسلمانوں کے حملوں اور یہاں حکومت کرنے سے حاصل ہو گئی*

اسلامی عہد کے برکات۔ آج کل کے مغربی علماء ہندوستان کے اس زمانہ کا مقابلہ موجودہ ترقی یافتہ ممالک سے کرتے ہیں لیکن اگر ہم اسوقت کے ہندوستان کا مقابلہ اس زمانہ کے یورپ سے کریں تو پروفیسر ایشوری پرشاد کے الفاظ میں ہمیں ناظرین کو یاد دلانا ہوگا کہ "اسوقت یوروپ میں رومن کیتھولک لوگوں نے بڑے بڑے ظلم اور سفاکیاں کیں، خیالات کی آزادی اور مذہبی حریت کا تو گلا ہی گھونٹ دیا گیا تھا، مگر مسلمان اس بات میں مغربی اقوام سے کہیں اچھے تھے جس وقت سپین کے بادشاہ فلپ دوم نے اعلان کیا تھا، کہ آزاد خیال "ہیرے ماٹک" لوگوں پر حکومت کرنے سے حکومت نہ کرنی ہی اچھی ہے جس وقت ولایت میں مہارانی ایلزبیتھ آئرلینڈ کے رومن کیتھولک عیسائیوں کو تنگ کر رہی تھی، اُن پر ظلم و ستم ہو رہے تھے، اس وقت شیر شاہ اور اکبر جیسے مسلمان بادشاہ مذہبی بُردباری اور رواداری سے کام لے رہے تھے، اور غیر مذاہب اور غیر مسلم اقوام میں باہمی میل ملاپ کا جذبہ پیدا کر رہے تھے، اسلامی حکومت کے زمانہ میں آج کل کی طرح ہندوؤں کی بہادری اور مردانگی مفقود نہ تھی، ہندو راجے سردار اور زمیندار اسوقت کے مسلمان حاکموں سے ہمیشہ لڑنے کو تیار رہتے تھے اور (بعض اوقات) لڑتے بھی تھے، ملک کی دولت ملک ہی میں رہتی تھی، مسلمان بادشاہ کسقدر بھی عیاش اور فضول خرچ کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی جو کچھ خرچ کرتے تھے، وہ سب ملک میں ہی رہتا تھا، ہندوستان کی بے شمار دولت لٹ جائے پھر بھی اس وقت مدارِ زندگی ملک میں کافی تھی، اور ملک سکھی دھن دھان سے معمور تھا، اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان حکمران اور بادشاہ غیر مہذب اور لٹیرے تھے بالکل جھوٹ ہے اسی زمانہ میں بلبن اور علاؤالدین خلجی جیسے حکمرانی کے اصول سے واقف اور ہمہ صفت موصوف پیدا ہوئے، علم دوست فاضل محمد تغلق اور ابراہیم شرقی اور امن پسند حکمران ناصر الدین تغلق اور الغ خاں جعفر خاں ملک کافور جیسے کئی ایک بہادر اور جرنیل بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے ہندوؤں کے آخری زمانہ کے سب سے بڑے مصلح رامانند

KHILAFAT LIBRARY

جتن، کبیر اور نانک جنھوں نے قوم اور مذہب کی کایا پلٹ دی، اسی زمانہ میں پیدا ہوئے تھے، جس قوم میں ایسے دیندار مذہبی ریفارمر کلجگ میں بھی پیدا ہوں وہ قوم تنزل کو پہونچی ہوئی قوم نہیں کہلا سکتی، جس ملک میں حاکمانہ اختیار کھو بیٹھنے پر بھی ایسے روحانی مرد پیدا ہوں، وہ ملک مستقبل سے خالی نہیں ہوسکتا، جس حکومت میں ایسے آزاد خیالات کی اشاعت اور اس کی تعلیم دینے والے پیدا ہوں، اور ایسے روادار مذاہب کا ظہور ہو، اس (اسلامی) حکومت کو رعایا کو دکھ دینے والی، مذہب کی دشمن، غیر مہذب اور جابر کہنا گویا تواریخی واقعات پر پردہ ڈالنا ہے"

(رسالہ سرسوتی الہ آباد)

مسلمانوں کا وجود مسعود صرف اعلیٰ درجہ کے ہندوؤں کیلئے ہی مفید بابرکت اور نفع بخش ثابت نہیں ہوا، بلکہ وہ کروڑوں انسان انسانیت سے لذت آشنا ہوئے جنھیں اچھوت سمجھکر ہمیشہ کیلئے ٹھکرا دیا گیا تھا، اس کے متعلق ایک عیسائی محقق کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھیئے معلوم ہوگا کہ ان پامال شدہ درماندہ اور سسکتی جانوں نے کس والہانہ انداز میں اسلام کو خیر مقدم کہکر صدیوں کے بعد انسانیت کا درجہ حاصل کیا، اور یہ انسانیت اور ہندوستان کی ایسی بے نظیر خدمت تھی جو سوائے مسلمانوں کے اور کسی کے حصہ میں نہ آسکتی تھی +

پروفیسر آرنلڈ بی اے - "داعیان اسلام جب بنگالہ میں پہونچے تو نیچ ذات کے ہندو اور وہاں کے اصلی باشندے جو ہندوؤں کے مذہب سے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے۔ اور اپنے آرین سرداروں کے ہاتھوں سے طرح طرح کی ذلتیں اور اذیتیں اُٹھاتے تھے مسلمانوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے، ان لوگوں کے نزدیک جن میں مفلس مچھلی پکڑنے والے، شکاری، قزاق اور ادنیٰ اقوام کے کاشتکار تھے **اسلام ایک اوتار تھا جو اُن کیلئے آکاش سے اُترا تھا۔**

وہ حکمران قوم کا مذہب تھا اور پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانوں کے برابر ہونیکا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جس کو سب لوگ ذلیل و خوار سمجھتے تھے (ترجمہ پریچنگ آف اسلام صـ ۲۹۸)

مہاشہ سنت رام بی اے نے بھی قبول کیا ہے کہ:

"شمال مغرب کی طرف سے اسلام کا حملہ ہوا، ہندو لوگ جات پات اور اونچ نیچ (کارن باعث) ہزاروں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹے پڑے تھے، ان کو ایکتا (اتحاد) میں باندھنے والا ایک بھی سُوتر (دھاگا) نہ تھا پس وہ اس حملہ کی تاب نہ لا سکے، **اسلام ان کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کیلئے رحمت ربانی تھا۔** وہ ان کو انسانی مساوات کا حق دیتا تھا، پس یہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہو گئے" (اخبار پرتاب ۱۱ر نومبر ۱۹۲۸ء)

یہ اور اس کے انداز کے اور بھی بیسیوں اقتباس نقل کئے جا سکتے ہیں، مگر یہ دکھلانے کیلئے کہ مسلمان کتنے روادار کتنے بااخلاق، کتنے شفیق ہمدرد اور خادم انسانیت تھے، یہ اقتباس بھی کافی سے وافی ہیں، اس کے بعد ہم مسلمانوں کی ایک اور نہایت ہی اہم اور بعید وقیع بلکہ لائق صد ہزار ستائش خدمت کا ذکر کرتے ہیں جس کی بدولت ہندوستان دنیا کے تمام ممالک سے سربلند ہوگیا اور یہ مسلمانوں کی صنعتی خدمت تھی کیونکہ مسلمانوں نے صنعت و حرفت کو بھی وہ ترقی دی کہ ایک دفعہ تو ہندوستان کا سکہ تمام عالم پر بٹھا دیا، اگر مسلمانوں کی دیگر تمام کوششیں نظر انداز بھی کر دی جائیں، اور صرف اسی پہلو کو دیکھا جائے تو بادی النظر ہی میں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قوم کو ہندوستان سے کس قدر الفت اور دلی پریم تھا، اور اُنھوں نے کس طرح مقاموں کی حوصلہ افزائیاں کر کر کے اس ملک کو دنیا کا بہترین صناعی اور تجارتی مرکز بنا دیا جسکی وجہ سے دنیا کی تقریباً تمام ہی قومیں خود بخود یہاں کھچی چلی آئیں ملک کے ان سچے بہی خواہوں کے کارناموں کا تذکرہ بہت بڑی طوالت کا خواہاں ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں نمونتہً صرف چند غیر مسلم اصحاب ہی کی تحریروں سے دو چار اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ ہندوستان جو مسلمانوں کی آمد سے پہلے تجارتی اور صنعتی لحاظ سے کوئی خاص حیثیت نہ رکھتا تھا، وہ مسلمانوں کی بدولت کیسی شاندار اور محیر العقول ترقی کر گیا +

بابو نشکم چندر لاہری اپنی مشہور تصنیف "شہنشاہ اکبر" میں لکھتے ہیں:-

"بادشاہ اکبر نے صنعت و حرفت کو بھی خوب ترقی دی تھی ہندوستان کی ہر قسم کی دستکاری کی حوصلہ افزائی کی تھی دریاں بنانے کیلئے بہت سے مقامات پر سرکاری کارخانے قائم کئے گئے تھے، سرکاری کارخانوں میں ایسی خوبصورت دریاں، توپیں، اور بندوقیں تیار ہوتی تھیں کہ غیر ملکی سیاح دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے، بادشاہ نے ہندوستان میں ریشم اور پشمینے کے کپڑے بنانے کے کام کو بھی بہت ترقی کی حالت پر پہونچایا تھا، کشمیر اور لاہور میں شال بنانے کی دستکاری کو بڑھانے کیلئے کئی تجاویز عمل میں لائی گئی تھیں سینکڑوں سرکاری کارخانوں میں بہت سی چیزیں سرکاری خرچ پر تیار ہوتی تھیں"

مہاشہ سُکھ سمپتی رائے بھنڈاری "بھارت درشن" صـ ۵۸ میں لکھتے ہیں کہ:-

"بادشاہ شاہجہان نے بھی ہندوستان کی صنعت و حرفت کی اچھی حوصلہ افزائی کی تھی، مندرجہ ذیل مثال سے یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ اُس زمانہ میں کتنی مہین ململیں بنتی تھیں، ایک دن اورنگ زیب کی بیٹی روشن آراء ڈھاکہ کی بنی ہوئی ململ کی ہشت پٹ کی ساڑھی پہنے اپنے والد کے سامنے آئی، وہ ململ اسقدر باریک تھی، کہ ہشت پٹ لگانے کے باوجود بھی اس کا بدن جُوں کا تُوں نظر آتا تھا اورنگ زیب بڑا ناراض ہوا، اور غصے ہو کر کہنے لگا "میرے سامنے ننگی کیوں آئی ہے؟ میری آنکھوں کے سامنے سے فوراً ہٹ جا"، اس سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اورنگ زیب کے عہد حکومت میں بھی یہاں کیسی باریک اور نفیس ململیں بنتی تھیں"

مشہور مؤرخ بین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:-

"۱۷۳۵ء تک روئی کے کپڑے کسی خاص صوبے میں ہی نہ بنتے تھے، بلکہ سارے ہندوستان میں بنائے جاتے تھے، یہاں روئی اس مقدار میں پیدا ہوتی تھی جس مقدار میں غلہ پیدا ہوتا ہے بنگال عمدہ اور نفیس ململوں کیلئے مشہور تھا، کارومنڈل کے ساحل کا ملک عمدہ چھینٹوں

کیلئے مشہور تھا، سورت کے مضبوط اور پائیدار کپڑے کے لئے خاص شہرت تھی، مچھلی پٹم میں بہت اچھے رومال بنتے تھے دریائے کرشنا کے کنارے کے علاقہ میں اعلیٰ درجہ کے رنگ تیار ہوتے تھے، چھینٹوں کے تیار کرنے میں مچھلی پٹم کی بڑی ناموری تھی، ململ کپڑے اور چھوٹے کوٹ مدراس سے آتے تھے، ان کے علاوہ ہندوستان کا بنا ہؤا اور کئی قسم کا کپڑا یورپ اور ایشیا کے بازاروں میں مشہور تھا۔"

پھر اسی مؤرخ نے لکھا ہے کہ :-

"ہندوستان کی نہایت ہی ملائم اور باریک ململوں کے بارے میں یورپ کے بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ یہ انسانی ہاتھ سے نہیں بنتیں، بلکہ مکڑی جیسے کسی کیڑے کی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہیں۔"

اور یہ صنعتی کمال کن کی توجہات عالیہ اور کوشش ہائے جلیلہ کا نتیجہ تھا؟ برہمنوں کی؟ راجپوت راجاؤں کی؟ مرہٹوں یا سکھوں کی؟ نہیں نہیں، بلکہ ان بزرگ مسلم ہستیوں کی مساعی حسنہ اور سعی جلیلہ کا جنہیں آج غیر ملکی ظالم اور لٹیرے کہا جاتا ہے یہ شاہان اسلام ہی کی طفیل تھا، کہ اس زمانہ میں اہل یوروپ عموماً اور انگریز خصوصاً اگر کسی کپڑے کو شوق کے ہاتھوں لیتے اور رغبت کی نگاہوں سے پسند کرتے تو اس ہندوستان کے ساختہ کپڑے کو، ایک وقت تھا کہ بقول ایک انگریز مصنف کے

"انگلستان کے بھی لوگ عام طور پر ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑے پہننے لگ گئے ہیں۔"

ڈینیل ڈفو نے ۱۷۰۸ء میں اپنے ایک اخبار میں اس مطلب کا ایک مضمون لکھا تھا کہ :-

"اہل انگلستان ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑوں کی خواہش کرتے ہیں ہندوستانی چھینٹوں اور چھپے ہوئے کپڑے پہلے فرش وغیرہ بنوانے کے ہی کام میں آتے تھے مگر اب ہمارے ملک کی شریف زادیاں تک انھیں پہننے لگ گئی ہیں، اوروں کا تو ذکر ہی کیا خود انگلستان کی ملکہ بھی چائنا سلک اور ہندوستان کی چھینٹیں پہننا پسند کرتی ہیں اس وقت چاروں طرف ہندوستانی کپڑا نظر آتا ہے، ہماری نشستگاہوں میں، چھپرمیں، ہمارے مکانوں کے لگے ہوئے پردوں میں، ہمارے بچھونوں اور تکیوں میں، ہماری بیوی اور بچوں کی پوشاک میں، غرضیکہ چاروں طرف ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑے نظر آتے ہیں، تقریباً سارے کا سارا کپڑا ہندوستان سے آتا ہے" (تجارت و ورثہ ص)

اسی طرح کے اور بھی درجنوں اقتباس دیئے جا سکتے ہیں جن سے اسلامی عہد کے ہندوؤں کا ہر رنگ میں دنیا کے دیگر ممالک پر تفوق ظاہر ہوتا ہے، مگر عدم گنجائش کے باعث ہم مزید کی گنجائش نہیں دیکھتے، خدا نے چاہا تو اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ الگ شائع کرینگے۔

اب ناظرین خود ہی خیال فرمالیں جس ملک کی صنعت و حرفت اتنے اوج اور کمال کو پہنچی ہو اس کی دولت و حشمت کتنی ہوگی اور اس کے باشندے زر و جواہر میں کھیلتے ہوں گے یا نہیں؟ جن کے پاس مال و زر کی اتنی فراوانی ہو ان کی طرز رہائش بود و ماند اور خوراک و پوشاک اور دیگر لوازمات تمدن کا خود ہی اندازہ لگا لیجئے، کس قدر شاندار ہونگے، رہی ملک کی تعلیمی حالت سو اس کے متعلق کانگرس کے ہرتا کرتا گاندھی جی کی تقریر کا ایک فقرہ پڑھ لیجئے جس سے اسلامی عہد کی تعلیمی حالت کا اندازہ بھی نہایت آسانی سے لگ سکیگا:-

KHILAFAT LIBRARY

گاندھی جی نے بنارس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"برٹش گورنمنٹ کی آمد سے قبل ملک میں تیس ہزار مدرسے تھے جن میں دو لاکھ طلباء تعلیم پاتے تھے آج حکومت دفتری بمشکل تمام چھ ہزار مدرسوں کا حوالہ دے سکتی ہے۔" (اخبار مسافر آگرہ ۳ر دسمبر ۱۹۲۰ء ص ۵)

قصہ کوتاہ جو ملک جاگیروں، ریاستوں اور علاقوں میں بٹا ہؤا تھا مسلمانوں نے اس کو ایک نہایت ہی مضبوط امپائر کی شکل دی نہ صرف یہ بلکہ اپنے قدیم وطن یاغستان، افغانستان سمرقند بلخ وغیرہ آباد علاقوں کو بھی ہندوستان ہی کا ایک حصہ قرار دے کر اُسے دنیا کی بہت بڑی طاقت بنا دیا، اور خود فاتح اور حکمران ہوتے ہوئے بھی یہ نہ چاہا کہ اس ملک کی دولت و حشمت سے اکیلے ہی شادکام ہوں اور اپنی کوششوں کے شیریں پھل سے ہم ہی لذت اندوز ہوں، بلکہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کیا اور انھیں ہر قسم کی مناسب جاگیریں اموال و املاک، دیگر ملک کی نعمتوں سے پوری طرح متمتع ہونے کی اجازت دی۔

الغرض ان علم برداران توحید نے اس ملک کو وطن بنا کر جتنی مدت بھی سلطنت کی ایسی رواداری سے کام لیا کہ دنیا کا کوئی ملک اور قوم اس کا نقش نہیں کھا سکی، رعایا نے سیر چشمی، فیاضی، دریادلی، اور سماحت کے وہ وہ مناظر دیکھے کہ اس سے پہلے یقیناً کسی نے کسی ملک اور خطہ میں نہ دیکھے ہونگے۔

سیرت نبوی کے متعلق جلسے

۲۶ر اکتوبر ۱۹۳۰ء بروز اتوار ہونگے

برادران کرام! گذشتہ دو سالوں میں سیرت نبوی کے متعلق جلسوں کا انعقاد جون میں ہوتا رہا ہے لیکن اس مہینہ میں ہندوستان کے بعض علاقوں میں سخت گرمی پڑتی ہے اور بعض علاقوں میں کثرت باراں کی وجہ سے موسم خراب ہوتا ہے چونکہ یہ دونوں چیزیں جلسہ کے منتظموں کیلئے بہت مشکلات پیدا کر دیتی تھیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا کہ اس سال جلسے بجائے جون کے اکتوبر میں کئے جائیں جبکہ موسم عام طور پر خوشگوار ہوتا ہے پس اس نیک مقصد اور نہایت ہی مبارک کام کیلئے اس سال ۲۶ر اکتوبر **اتوار کا دن** مقرر کیا جاتا ہے۔

جلسوں کی غرض - جیسا کہ گذشتہ دو سالوں میں تفصیل سے بتایا جا چکا ہے، ان جلسوں کی غرض نہ تو احمدیت کی تبلیغ ہے اور نہ ہی ان جلسوں کا یہ مطلب ہے کہ ان کی وجہ سے ایسی صورت اختیار کی جائے کہ جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ جماعت احمدیہ اپنی خصوصیات میں کمی یا کسی قسم کی نرمی اختیار کر رہی ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم ان جلسوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کے متعلق دنیا کو آگاہ کرنے کیلئے مسلمانوں ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ کو دعوت دیں اور ان کو ان جلسوں میں شریک کرنے کی کوشش کریں تاکہ

مسلمان اپنے آقا اور اپنے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **پاکیزہ سیرت وحالات و تعلیم** سے آگاہ ہو کر حضور کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی کوشش کریں اور تاکہ غیر مسلموں میں جو تعصب اور بدظنیاں اسلام اور اسلام کی تعلیم اور مسلمانان عالم کے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں، وہ آہستہ آہستہ اسلام کی اصلی تعلیم اور حضور کے اصل حالات آگاہی ہونے کے بعد رفع ہو جائیں، اور دنیا اسلام کا منور چہرہ دیکھ لے، مگر احباب کو پھر یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک برگزیدہ اور معزز قوم بنایا ہے اس لئے کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے جماعت کو کوئی **اخلاقی صدمہ** پہونچے یا **مداہنت کی ضرورت** پیش آئے بے شک ہر ایک مذہب وملت کے لوگوں کو بلاؤ مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور سکھوں کو پورے زور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کیلئے دعوت دو بلکہ **غیر مسلموں** سے آپ کی سیرت پر **لیکچر** دلاؤ کیونکہ ان لوگوں کی مخالفت میں حسد کی آمیزش کم ہے لیکن کوئی قدم ایسا نہ اٹھاؤ جس سے **احمدیت کی قربانی** کرنی پڑے، کیونکہ احمدیت ہی اصل اسلام ہے اور اگر ہم نے خود ہی لوگوں کو جلسوں میں شامل ہونے کیلئے اسلام کے کسی حصہ کی قربانی کردی تو ان جلسوں کی اصل غرض ہم نے خود فوت کردی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۰ء کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اس بات کو چند فقروں میں وضاحت سے بیان فرمادیا ہے، چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اگر لوگ تم سے احمدیت کی قربانی کا مطالبہ کرتے ہوئے اور تم سے خوشامدیں کرا کر ان جلسوں میں شریک ہوں، تو ان کی کوئی پرواہ نہ کرو، ہاں ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو، ان جلسوں کو ہمیں اپنی تبلیغ کا جلسہ نہیں بنانا چاہیئے اس سال بھی سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کو ہم نہیں چھوڑ سکتے، اگرچہ کچھ مسلمان کہلانے والے ہمارے جلسوں کی مخالفت کریں گے لیکن ہندو، عیسائی، سکھ اور دیگر مذاہب کے لوگ ہمارے جلسوں میں شریک ہونگے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مقبولیت ہمارے ہی اندر ہے" غیر مسلم طبقہ ہمارے ہی جلسوں میں شامل ہوگا لیکن اگر وہ بھی نہ آئیں تو ہم خود جمع ہونگے اور خود ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا اظہار کرینگے"

حضور کے ان واضح الفاظ کی موجودگی میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی، تاہم جو کچھ اوپر عرض کر چکا ہوں وہ اس بات کے سمجھنے کیلئے کافی ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور اس کیلئے کس رنگ میں قدم اٹھانا ہے۔

انتظامی امور و متفرق ہدایات (۱) گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی پنجاب کے اندر اضلاع کی، اور پنجاب سے باہر صوبجات کی مرکزی **انجمنوں** کیلئے جلسوں کی **ایک خاص تعداد مقرر** کی گئی ہے (ناظر دعوت وتبلیغ) احمدیہ جماعتوں اور ان احمدی احباب کو جو متفرق طور پر بعض علاقوں میں ہیں، کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اس تعداد کو جو ان کیلئے مقرر کیگئی ہے پورا کرنے کی کوشش کریں اور ایسے رنگ میں کوشش کی جائے، کہ اخراجات میں بھی حتی الامکان گذشتہ سالوں کی نسبت بہت کمی ہو اور ہر ایک امر میں سہولت کو مدنظر رکھا جائے اور اخراجات کے لحاظ سے کوئی قدم ایسا نہ اٹھایا جائے جس کا اثر **مرکزی چندوں** یا احمدیہ جماعتوں کے **لوکل مالی حالات** پر پڑے کیونکہ غیر معمولی اخراجات بھی آئندہ کاموں کیلئے جماعت کی کمر ہمت کو توڑ دیتے ہیں، اعلان کافی طور پر کردیا جائے اور جو لوگ خوشی سے شریک ہوں، ان ہی پر اکتفا کیا جائے،

(۲) جلسوں کے انعقاد کے متعلق گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی فارم طبع کرا کر عنقریب مرکزی انجمنوں کے پاس بھیجے جائیں گے، اور مرکزی انجمنوں کا یہ کام ہوگا کہ علاقہ کی انجمنوں میں ان فارموں کو حسب ضرورت فوراً بھیج دیں اور ہدایت کردیں کہ جہاں جہاں وہ جلسوں کا انتظام کر سکیں فوراً انکے دونوں فارموں کی خانہ پُری مکمل طور پر کردیں اور حسب ہدایت مندرجہ فارم **نمبر ۱** مرکزی دفتر میں سکریٹری صیغہ ترقی اسلام کے نام اور **فارم نمبر ۲** مرکزی انجمن کو واپس کردیں اور فارموں کی ترسیل میں ہرگز توقف نہ کریں۔

(۳) اس سال کے مضمون کا عنوان **"خشیت الٰہی اور محبت باللہ کا عالی مرتبہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو قائم کرنا چاہتے ہیں"** ہوگا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ **گذشتہ دو سالوں کے مضامین کو بھی دہرایا جائے** تاکہ ان جلسوں کا اصل مقصد کہ مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور سیرت سے واقف ہو سکیں ہر سال پورا ہوتا رہے مضمون مندرجہ بالا کے نوٹ گذشتہ دو سالوں کے نوٹوں کو ساتھ ملا کر شائع کردیئے جائیں گے، جن سے لیکچروں کی تیاری میں خاص مدد ملیگی لیکن یہ امر یاد رہے کہ کسی صاحب یا کسی انجمن کو نوٹ **مفت نہیں دیئے جائینگے** بلکہ قیمتاً بھیجے جائینگے، نوٹ چھپنے پر قیمت کے متعلق اعلان کردیا جائیگا، اور اصل لاگت پر دیئے جائیں گے۔

پارسیوں کی رسوم مذہبی

KHILAFAT LIBRARY

ایک یوروپین کو پارسیوں کے آتش کدہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، تو اپنے مشاہدات کو اس نے ذیل کے الفاظ میں لنڈن ٹائمز میں بیان کیا:۔

ایک دن، اندرونی کمرہ میں صندل جیسی خوشبودار چیز وں سے ایک اونچے اسٹول پر آگ روشن تھی، یہ آگ دن رات روشن رہتی ہے اور ایک سکنڈ کیلئے بھی گل ہونے نہیں پاتی اس کی نگرانی کا کام مذہبی پیشواؤں سے متعلق ہوتا ہے جو سفید لباس پہنتے ہیں وہ اپنے چہرہ کے زیرین حصہ پر تحت الحنک کے طور پر ایک سفید کپڑا باندھتے ہیں تاکہ آگ کی پاکی اور تقدس میں ان کے سانس کی وجہ سے خلل واقع نہ ہو، مذہب کی رو سے کسی آتش پرست کو اسکی اجازت نہیں ہے کہ وہ حقہ یا سگریٹ کا استعمال کرے یا منہ سے پھونکے، ایسا کرنے والا سچا آتش پرست نہیں کہلایا جا سکتا کیونکہ پارسیوں کے یہاں آگ کو مظہر خدا سمجھا جاتا ہے آتش پرست دو خداؤں کے قائل ہیں جنھیں یزدان اور اہرمن کہا جاتا ہے، ان کا خیال ہے کہ ان نیکی اور بدی

کے دونوں خداؤں میں ہمیشہ جنگ ہوتی رہتی ہے انسان کو اس بارہ میں آزاد خیال کیا جاتا ہے کہ وہ خواہ یزدان کا طرفدار بن جائے یا اہرمن کا، انسان اپنے اعمال وافعال کی بنا پر جنت اور دوزخ کا مستحق قرار پاتا ہے، چوری، جھوٹ عیاشی، شراب نوشی، تعدد ازدواج اور گوشت خوری آتش پرستوں کے مذہب میں ممنوع ہے لیکن دودھ پلانے والی عورتیں اور تلوار سے جنگ کرنیوالے مجاہد گوشت کا استعمال کر سکتے ہیں لیکن ان کے متعلق بھی یہ ہدایت ہے کہ وہ شمسی مہینے کی دوسری، بارھویں، چودھویں اور اکیسویں، تاریخ کو گوشت کھانے سے اجتناب کریں یہ تاریخیں بہمن، فرشتہ مویشی فرشتہ طلاء وجواہرات امورداد فرشتہ اشجار اور اسپند پناز فرشتہ زمین سے منسوب ہیں، اسی طرح کی نگرانی ایک خاص فرشتہ سے متعلق ہے پارسیوں میں بچوں کے نام نجومی رکھتا ہے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو وقت پیدائش سے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر جوتشی کو بلا کر نام تجویز کرایا جاتا ہے اور اس میں، والدین، کو مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

مرنے کے بعد زندگی کے متعلق پارسیوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد چوتھے دن فرشتہ راشو آکر مرنے والے کے اعمال کو تولتا ہے جن کا مرتکب وہ دنیا میں ہوا ہے اگر نیک اعمال زیادہ ہوتے ہیں، تو وہ جزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر بد اعمال کا پلہ بھاری ہوتا ہے تو وہ سزا کا اہل قرار پاتا ہے

پارسی ہندوؤں کی طرح زنار پہنتے ہیں اور ہر پارسی مذہباً مجبور ہے کہ وہ زنار کا استعمال کرے، زنار بنانے کیلئے مختلف قسم کے ۷۲ دھاگے لے کر بارہ لڑیں بنائی جاتی ہیں پھر ان بارہ لڑوں سے تین ڈوریاں تیار کی جاتی ہیں ان تینوں ڈوریوں کو کمر کے چاروں طرف پہن لیا جاتا ہے ان تین ڈوریوں کو استعمال کرنے کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ ایک آتش پرست کو "اچھے خیالات" "اچھے الفاظ" "اچھے اعمال" پر کاربند ہونا چاہئے جب کسی لڑکے کو زنار پہنا دیا جاتا ہے تو وہ مذہب کا رسمی طور پر ممبر تصور کر لیا جاتا ہے۔

آتش پرست روزانہ پانچ وقت یعنی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل اور بعد اور دوپہر کے وقت عبادت کرتے ہیں، پانچوں وقت عبادتیں عبادت کدوں میں کی جاتی ہیں جہاں ہمیشہ روشن رہنے والی آگ تمام عبادت گذاروں کے سامنے رہتی ہے لیکن مذہبی علم کے باوجود بھی یزدی عورتیں عبادت میں حصہ نہیں لے سکتیں، اس کے علاوہ انھیں ہر طرح کے مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں،

پارسیوں میں لڑکیوں کو شوہروں کے انتخاب اور اپنی جائداد کے انتظام کا اختیار حاصل ہے لڑکیوں کی شادی چودہ برس کی عمر میں کی جاتی ہے لیکن مذہبی پیشوا تیس برس سے قبل شادی نہیں کر سکتا۔ شادی کے وقت اس کی بیوی کی عمر کم از کم ۲۱ سال کی ہونی چاہئے، منگنی اور شادی کا طریق یہ ہے کہ جب کوئی لڑکا کسی خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کی ماں اور بہنیں دلھن کے گھر جاتی ہیں ان کے ہمراہ مختلف قسم کی مٹھائیاں اور جوجو (ایک چھوٹا سا پھل ہوتا ہے) جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں بہشت سے آیا ہے انشعین (ایک ترکاری کا بیج ہوتا ہے) اور انار ہوتے ہیں، اگر لڑکی والے اس ہدیہ کو قبول کر لیں تو لڑکا اور لڑکی براہ راست ایک دوسرے سے خط وکتابت کر کے یہ بتاتے ہیں کہ کن اسباب اور وجوہ کی بنا پر وہ باہم شادی کرنے کیلئے رضامند ہوئے ہیں۔

اس کے بعد دلھن کے گھر پر ایک رسم ہوتی ہے جس میں دولھا جاکر خود لڑکی کے داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں ایک انگوٹھی پہناتا ہے جس کے بعد رشتہ مستحکم ہو جاتا ہے۔ نکاح کے دن ایک مذہبی پیشوا معہ ساتھ گواہوں کے لڑکی کے پاس جاتا ہے اور اس سے تین دفعہ دریافت کرتا ہے کہ آیا تم فلاں شخص سے شادی کرنے پر رضامند ہو؟ اجازت حاصل کرنے کے بعد وہ باہر آکر دولھا اور اس کے احباب واعزا کو اس خوشخبری سے مطلع کرتا ہے فوراً دولھا کی بہن اندر جاکر دلھن کو لے آتی ہے اور دولھا دلھن دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے سڑکوں اور گلیوں سے گذر کر اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ جوجو۔ انشعین اور مٹھائی دلھن کے سر پر سے نچھاور کی جاتی ہے تاکہ وہ ایماندار خوش وخرم اور نیک عادت کی رہے مکان کے اندر داخل ہو کر دولھا دلھن دونو اس آگ کے گرد جو صحن میں روشن ہوتی ہے تین مرتبہ طواف کرتے ہیں اس کے بعد عورتیں دونوں کو ایک کمرہ میں لے جاکر بٹھاتی ہیں، جہاں دولھا دلھن ایک دوسرے کو اپنے ہاتھ سے شربت پلاتے ہیں، اگلے دن صبح کو دلھن کے گھر سے لڑکی کیلئے بہت سی چیزیں ہدیہ میں بھیجی جاتی ہیں۔ تین دن تک دلھن کوئی کام نہیں کرتی، اس کے بعد پہلے پہل دلھن باورچی خانہ میں جاکر دولھا کیلئے کھانا تیار کرتی ہے کیونکہ آتش پرستوں میں قاعدہ ہے کہ خواہ کوئی گھر کتنا ہی آسودہ کیوں نہ ہو، بیوی ہی شوہر کیلئے کھانا پکاتی ہے

ماتمی رسوم پارسیوں میں اس طرح ادا کی جاتی ہیں، کہ جب کوئی آتش پرست مرجاتا ہے تو اس کے دوست اور تجارتی کاروبار کے ساتھی طلوع آفتاب کے قبل اس کے مکان پر جمع ہوتے ہیں، اور اس کے یہاں نمکین روٹی کھانے کے بعد اس کا اعلان کرتے ہیں کہ ان کے خلاف جو کچھ اس نے کیا، اسے وہ معاف کرتے ہیں اس کے بعد اس کی لاش سفید کفن میں لپیٹ کر ایک خاص احاطہ میں لائی جاتی ہے جس کے دو دروازے ہوتے ہیں اور زبان حال سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ زندگی کے دو دروازے ہیں ایک سے وہ داخل ہوتی ہے اور دوسرے سے نکل جاتی ہے دس منٹ کی دعاخوانی کے بعد لاش یہاں سے مینارہ خاموشاں میں لے جائی جاتی ہے یہاں آکر دوست اور اعزا لاش پر شراب گراتے ہیں، اور چھوٹے چھوٹے پیتل کے پیالوں میں مردہ کی روح کو ثواب پہونچانے کیلئے شراب پیتے ہیں، شراب کے پیالے پر مردہ کا نام لکھا ہوتا ہے اس وقت ہر اس مکان میں جہاں کہ متوفی آیا جاتا تھا، نیلے فانوس میں موم بتیاں جلائی جاتی ہیں

آتش پرستوں کی ایک خاص تقریب نوروز ہے اس دن ہر وہ آتش پرست جو چل پھر سکتا ہے مینارہ خاموشاں میں اس فتح ایران کا ماتم کرنے جاتا ہے جو عربوں کے ہاتھوں ایک ہزار برس قبل واقع ہوئی تھی موسم گرما میں وہ اپنے ملک کی واپسی پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

دلکشا ہیر آئل

بنانے والے کہتے ہیں کہ یہ تیل بادام روغن، زیتون ناریل اور تلوں کے تیل میں بہت سی قیمتی ادویہ سے تیار کیا گیا ہے ہم نے خود بھی استعمال کیا، یہ بالوں کو مضبوط، لمبے، سیاہ اور ملائم کرتا ہے دماغ کو قوت دیتا ہے سکری کیلئے بھی مفید ہے اور اسکی خوشبو بھی دلربا ہے قیمت فی شیشی ۸ر۔ ملنے کا پتہ منیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان (پنجاب)

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

KHILAFAT LIBRARY

گورونانک صاحب کی وفات کے بہت عرصہ بعد گوروارجن مہاراج نے گورونانک و دیگر ماسبق گورو صاحبان کے کلام کو جگہ جگہ سے تلاش کر کے جمع کیا، کچھ بھائی بختاوڑہ کے مسودے سے کچھ گوئندوال کے مسودوں سے کچھ پران سنگل سے اور کچھ زبانی لوگوں سے جو کچھ دستیاب ہوا، اس سب سے انتخاب کر کے نقل کیا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورونانک صاحب و دیگر ماسبق گورو صاحبان کا کلام محفوظ نہیں رہا تھا، گوروارجن صاحب کا ان مسودات میں سے انتخاب کرنا ہی اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ ان میں بے انتہا تغیر وتبدل ہوچکا تھا، اگر ان میں تغیر وتبدل نہ ہوا ہوتا تو گوروارجن صاحب ضرور سارا کلام نقل کر لیتے، نہ معلوم ان مسودوں پر کس کس خیال کے لوگوں کے ہاتھ پھرے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ ان مسودات میں بالکل تغیر وتبدل نہیں ہوا تھا، تو پھر گوروارجن صاحب پر الزام آتا ہے کہ آپ نے گورونانک صاحب کے کلام کو جوں کا توں سارے کا سارا ہم تک نہیں پہنچایا، اب خواہ گوروارجن صاحب نے گورونانک کے کلام میں تغیر وتبدل کیا اور خواہ آپ سے پہلے کسی نے کیا، بہرحال گورونانک صاحب کے اصل کلام میں ضرور ملاوٹ ہوئی ہے اور آج گورو گرنتھ صاحب میں گورونانک صاحب کا جو کلام موجود ہے اس کے متعلق یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ گورونانک صاحب کے منہ بولے الفاظ ہیں، کیونکہ جو مسودے قلمی اس وقت کہیں کہیں پائے جاتے ہیں، ان کو تو گوروارجن صاحب کے عمل نے مشکوک ثابت کر دیا، کہ آپ نے ان کا کثیر حصہ محرف سمجھ کر گرنتھ صاحب میں درج کرنے سے احتراز کیا، اور جو کلام موجودہ گرنتھ صاحب میں ہے اس کی صحت کے لئے کوئی کسوٹی موجود نہیں صرف گرنتھ صاحب میں لکھا جانا کوئی ثبوت نہیں کیونکہ گرنتھ صاحب میں جو کچھ ہے وہ انہی مسودوں سے انتخاب شدہ ہے، جو مشکوک ثابت ہو چکے ہیں، علاوہ ازیں موجودہ گرنتھ بھی زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہیں رہا، جیسا کہ آئندہ انشاءاللہ دکھایا جائیگا لہٰذا یہی یقینی اور صحیح بات ہے کہ گورونانک صاحب کا اصل کلام موجود نہیں،

قصہ کوتہ جب اس طرح گوروارجن کی کئی سال کی لگاتار کوشش سے کلام منتخب ہو گیا، تو اس تمام انتخاب کے ساتھ گوروارجن صاحب نے بہت سا اپنا کلام اور کچھ کبیر، رودآس، نامدیو، باوا فرید وغیرہ بھگتوں کا کلام شامل کر کے گورو گرنتھ صاحب کا مسودہ تیار کیا اور اس مسودے کو ساتھ لے کر امرت سر سے پورب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر ایک بیریوں کے جنگل میں ایک جوہڑ کے کنارے (جس کا نام اب رام سر ہے) خیمہ زن ہوئے، گوروارجن صاحب خود خیمہ کے اندر بیٹھ کر لکھواتے جاتے، باہر بھائی گورداس جی بیٹھے لکھا کرتے، سکھ سنگت بھی بیٹھی سنا کرتی، روزانہ صبح سے ڈیڑھ پہر تک لکھواتے، زاں بعد لنگر تقسیم ہوتا، پھر شام کو دوسرے کاروبار ہوتے،

(بانی بیورا ص۳ تواریخ گورو خالصہ ص۲۸۷)

بھگتوں کے کلام کے متعلق سکھوں میں دو قسم کے خیالات ہیں، بعض تو یہ کہتے ہیں، کہ بھگت خود عالم بالا سے بحالت کشف گوروارجن صاحب کے پاس آکر اپنا کلام لکھواتے تھے، چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جب بھائی گورداس نے گوروارجن صاحب سے دریافت کیا کہ مہاراج یہ بھگتوں کا کلام آپ کہاں سے لکھواتے ہیں تو گوروارجن صاحب نے فرمایا کہ بھگت بہشت سے آکر اپنا کلام لکھواتے ہیں، بلکہ بھائی گورداس کا شک رفع کرنے کیلئے ان کو بھی بھگتوں کا درشن کروایا، (تواریخ گورو خالصہ ص۲۴۲)

اور بعض کہتے ہیں، کہ بھگتوں کا کلام جو دنیا میں موجود تھا اس میں سے جو مناسب سمجھا گوروارجن صاحب نے گرنتھ صاحب میں لکھوا دیا، اس کا بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ موضع گوئندوال میں بھائی موہن جی سے جو دو مسودے دستیاب ہوئے تھے ان میں بھگتوں کا کلام بھی درج تھا (تواریخ ص۲۴۲)

جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گورونانک صاحب بھی اپنے خیالات کی تائید میں دوسرے بزرگوں کا کلام پیش کر دیا کرتے تھے، اس لئے بہت ممکن ہے کہ گوروارجن صاحب نے اس سنت پر عمل کیا ہو یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ بھگت عالم کشف میں آکر اپنا کلام لکھواتے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی کتابوں سے گوروارجن صاحب نے انتخاب کر کے گرنتھ صاحب میں لکھوایا ہو۔

بھائی گورداس جی جب ایک حصہ لکھ چکتے تو گوروارجن صاحب اس کو دوبارہ خود دیکھتے، اگر بالکل ٹھیک ٹھیک لکھا ہوتا تو آخر میں "شدھ" (صحیح ہے) لکھ دیتے اور اگر کوئی غلطی ہوتی تو نشان لگا کر آخر میں "شدھ کیجئے" (صحیح کر لیجئے) لکھ دیتے، چنانچہ یہ دونوں نمونے اب تک بھی گرنتھ صاحب میں موجود ہیں، یعنی کئی واروں کے آخر "شدھ" اور گوڑی کی وار کے آخر پر "شدھ کیجئے" لکھا ہوا ہے۔

اس طرح جب سارا کلام لکھا گیا اور سمت ۱۶۶۱ یا سمت ۱۶۶۱ بکرم میں ایک قلمی کتاب کی شکل میں جمع ہو گیا، تو گوروارجن صاحب نے اس کا نام گورو گرنتھ صاحب رکھا، اور اپنے سکھوں کو حکم دیا کہ لاہور جا کر اس کی جلد بندھوا لاؤ (کیونکہ امرت سر اس وقت آباد نہ تھا) اور بھائی بنو سکنہ موضع مانگٹ کو بطور منیجر اس کام پر مامور کیا، بھائی بنو نے عرض کی کہ میرے موضع کے سکھ خواہش مند ہیں کہ ان کو اس گرنتھ صاحب کی اب زیارت کرائی جائے، اور اس وقت حسن اتفاق سے لاہور جلد بندھوانے جانا ہی ہے لہٰذا اگر حضور کی اجازت ہو تو تھوڑی دور آگے جا کر موضع مانگٹ کے سکھوں کو زیارت کروا لاؤں، گوروارجن صاحب نے فرمایا کہ تا حال کوئی دوسری کاپی گرنتھ صاحب کی ہوئی نہیں، صرف یہی ایک نسخہ ہے اور جماعتیں دور دور سے زیارت کیلئے آرہی ہیں، بانیہمہ تمہارے جیسے مخلص مرید کو بھی انکار میں جواب دینا ہماری طبیعت گوارا نہیں کرتی لہٰذا تم صرف ایک رات کیلئے موضع مانگٹ میں قیام کرنا وہاں کی جماعت کو زیارت کروا کر خوش کرو اور پھر لاہور سے جلد بندھوا کر واپس آجانا۔ بانی بیورا ص۱

گوروارجن صاحب کے اس فرمان کے مطابق بھائی بنو جی گرنتھ صاحب کو پالکی میں رکھوا کر اور کچھ جماعت ہمراہ لیکر پچھم کی طرف روانہ ہوئے اور قریباً دو کوس پر جا کر قیام کر دیا، اور جتنے لکھنے والے ہمراہ تھے سب کے آگے کاغذ،

قلم دوات اور گرنتھ صاحب کے اوراق رکھدیئے محرروں نے خوب ہمت کے ساتھ شام تک نقل کی، رات کو وہیں سو رہا صبح اُٹھکر پھر کوچ کیا، اور پھر دو کوس پر جاکر ڈیرے ڈال دیئے، اور گرنتھ صاحب کی نقل کرنی شروع کردی، دن بھر یہی کام کیا، شام کو کھانا کھایا، سو رہے، تیسری صبح کو پھر دو کوس پر جاکر ٹھہر گئے، اور حسب دستور نقل کرنا شروع کردیا، غرض اسی طرح روزانہ کوس دو کوس پر جاکر قیام کرتے اور تمام دن گرنتھ صاحب کی نقل کرنے میں مصروف رہتے حتیٰ کہ موضع مانگٹ پہونچتے پہونچتے دوسری کاپی تیار ہوگئی مگر نہ معلوم کس طرح بہت سا کلام اس نقل میں زاید لکھا گیا، جو پہلے گرنتھ صاحب میں نہیں تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلہ میں یا تو چند نئے آدمی آکر شامل ہوگئے اور انہوں نے وہ کلام جو ان کو زبانی یاد تھا، مگر گرنتھ میں لکھا نہ گیا تھا، اس نقل میں ملادیا یا امرتسر سے ہی بھائی بنو کے ساتھ اس قافلہ میں بعض ایسے احباب آئے ہوں گے کہ جن کے پیش کردہ کلام کو گوروارجن صاحب نے پہلی کاپی میں کسی وجہ سے درج نہ کیا ہوگا وہ اُنھوں نے اس دوسری کاپی میں ملادیا،

بھائی بنوجی نے گوروارجن صاحب کے حکم کے مطابق موضع مانگٹ میں صرف ایک ہی رات قیام کیا اور وہاں کی جماعت کو زیارت کرواکر پھر لاہور کی طرف روانہ ہوئے یہاں لاہور کی جماعت کو جب پتہ چلا کہ گورو گرنتھ صاحب تیار ہوگیا ہے اور لاہور جلد بندھنے کو آرہا ہے تو یہ لوگ بے انتہا خوش ہوئے اور انتظار کی گھڑیاں گننے لگے بالآخر جب بھائی بنو لاہور پہنچے اور دونوں نسخے جلد بندھنے کو دیئے تو جماعت لاہور نے جو پہلے ہی منتظر تھی کوشش کرکے بہت سے محرر جمع کیے اور چند ہی روز میں ایک تیسری کاپی نقل کرلی، مگر خوبی یہ ہے کہ اس تیسری کاپی میں بہت سا کلام پہلی دونوں کاپیوں سے بھی زیادہ لکھا گیا، چنانچہ اس زاید کلام کا ایک شلوک یہ ہے

دھر انبیرج وہڑی ... تھہ لال سگند بھابول
الکھ لکھ نہ آیو ... نانک نہیں قبول

اس کاپی سے بھی پھر آگے بہت سی نقلیں ہوئیں جو آجکل بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہیں۔

(باقی ہیں اموتنقہ خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی امرتسر ص۳)

القصہ جب وہ دونوں پہلے گرنتھ صاحب یعنی پہلا گوروارجن صاحب کا لکھوایا ہوا اور دوسرا بھائی بنو کے ہم سفیروں کا نقل کیا ہوا جلدیں بندھ کر تیار ہوئے تو بھائی بنو دونوں کو لے کر واپس امرتسر پہنچے، گوروارجن صاحب نے دریافت کیا کہ یہ دو جلدیں کس طرح ہوگئیں، اور راستے میں دن کیوں لگے اس پر بھائی بنو نے دست بستہ ہوکر مؤدبانہ عرض کی، کہ حضور یہ دوسری کاپی راستے میں جماعت کی مخلصانہ کوشش کا نتیجہ ہے گورو صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جماعت کا ایسا شوق یہ ظاہر کرتا ہے کہ عنقریب گرنتھ صاحب سکھوں کے ہر ایک گھر میں پڑھا جائے گا۔

KHILAFAT LIBRARY

گوروارجن صاحب نے پہلے گرنتھ میں سارے کلام کے آخر پر اپنے دستخطوں سے مہر لگادی ہوئی تھی اور ایک شلوک بھی جس کو گوروبانی کی اصطلاح میں مندوانی یعنی مہر کہتے ہیں، آخر میں لکھدیا ہوا تھا جب اس دوسری (راستے میں نقل کی ہوئی) جلد کو کھول کر ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں بہت سا کلام زاید ملایا ہوا ہے، مثلاً بائے آتش رتن مال حقیقت راگ، مقام راجے شونابھ وغیرہ شبد مہر سے آگے اور رن جھنڑا - من تج بے لکھن کو منگ وغیرہ شبد مہر کے اندر کل ترسیٹھ شبد (سوز تین) پہلے گرنتھ کی نسبت اس میں زاید ہیں، جو آج تک اس جلد میں پھر ان سب جلدوں میں جو اس سے نقل ہوئیں موجود ہیں اس نقل پر بھی گوروارجن صاحب نے اپنے دستخط کردیئے اور بھائی بنو کو فرمایا، کہ یہ نسخہ تمہارے خاندان میں رہیگا اس گرنتھ صاحب کو بھائی بنو والی جلد عرف کھاری بیڑ کہتے ہیں یہ جلد آجتک موضع مانگٹ ضلع گجرات پنجاب میں بھائی بنو کے خاندان میں موجود ہے اور پہلے نسخے کو جسے گوروارجن صاحب نے اپنے سامنے بھائی گورداس سے لکھوایا تھا، گورو صاحب کے بڑا بھاری دیوان لگواکر سمبت ۱۶۶۱ بکرم بھادوں سُدی یکم کو امرتسر مقام ہری مندر میں (جہاں اب گولڈن ٹمپل ہے) پرکاش کیا، اور بھائی بڈھا جی کو (جو اس وقت سارے پنتھ میں واجب التعظیم بزرگ تھے) اس کا گرنتھی بٹھایا، (باقی ہیں ص۳) اس کے بعد، چھٹے گورو، گورو ہرگوبند صاحب کے زمانہ میں اس

گرنتھ صاحب میں چند کلاموں پر گانے کے طرز لکھے گئے اس اثنا میں کچھ لڑائیاں چھڑ گئیں، گورو ہرگوبند صاحب جہاں خود مقیم ہوتے، گورو گرنتھ صاحب کو بھی بغرض حفاظت اپنے ہمراہ رکھتے، قریباً تیس برس تک یہی حالت رہی پھر ایک دن ایسا اتفاق ہوا، کہ جب مسمی دھیرمل (جو گورو ہرگوبند صاحب کا پوتا اور گورو صاحبان کا جانی دشمن تھا) کا قبضہ اس گرنتھ پر ہوگیا، تو وہ اسکو لے کر اپنے موضع کرتارپور ضلع جالندھر میں جا رہا، اور پھر کسی کو نہیں دیا چنانچہ اب تک اس گرنتھ صاحب پر دھیرملیوں کا ہی قبضہ ہے۔

اس وقت اس گرنتھ صاحب میں گورو نانک، گورو انگد، گورو امرداس، گورو رام داس، گورو ارجن صاحب اور بھگتوں کا کلام تھا، مگر دسویں گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات کے بہت عرصہ بعد جب عام خالصہ پنتھ کا دھیرملیوں کے ساتھ میل جول ہوا تو نویں گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام بھی اس میں شامل کیا گیا، اس طرح دس گورو صاحبان میں سے پانچ پہلے اور ایک نویں کل چھ گورو صاحبان کا کلام اس آدگرنتھ میں ہے باقی چار گورو صاحبان یعنی گورو ہرگوبند، ہر رائے، ہرکشن و گورو گوبند سنگھ صاحب کا کلام اس میں نہیں ہے، ان چار میں سے تین گورو صاحبان نے تو اپنا کلام معلوم ہوتا ہے، اشعار میں کہا ہی نہیں البتہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے بہت سا کلام اشعار میں کہا تھا، جس کو آپ کے بعد بھائی منی سنگھ جی نے ایک کتاب کی صورت میں مرتب کیا، جس کو اب دسم گرنتھ کہا جاتا ہے یہ خیال غلط ہے، کہ دسم گرنتھ کو گورو گوبند سنگھ صاحب نے لکھا ہے

غرض وہ آدگرنتھ (اصلی نسخہ) دھیرمل لے گیا اور پھر کسی کو نہ دیا، گورو ہرگوبند صاحب کی وفات پر جب پاٹھ کرنے (ختم پڑھنے) کی ضرورت پیش آئی تو دھیرمل سے اس گرنتھ کو بڑی عاجزی اور منت سے طلب کیا گیا مگر اس نے نہ دیا، اس وقت بدھی چند کے پاس راگ بلاول بھگتوں کے کلام تک نقل کیا ہوا ایک اور نسخہ تھا، مجبوراً اسی کو پڑھ کر ختم پڑھا گیا (باقی ہیں ص۳)

اس کے بعد سمت ۱۷۲۱ بکرم میں گورو تیغ بہادر صاحب کے زمانہ میں مکھن شاہ لبھانے نے دھیرمل کی زیادتی

دیکھ کر اس کے گھر کو لوٹ کیا اور گرنتھ صاحب کو بھی لوٹ کے مال کے ساتھ لے آیا۔ اور سب مال لاکر گورو تیغ بہادر کے آگے رکھدیا۔ (پیغام صلح)

سر ولیم جونس نے سنسکرت کس طرح پڑھی؟

KHILAFAT LIBRARY

سر ولیم جونس ہی ہیں جن کی محنت اور کاوش کا ہی ثمرہ ہے کہ آج سنسکرت اقصائے مغرب میں جلوہ فگن ہے اور ہندوستانی عہد عتیق کی تہذیب نے دور دراز ملکوں میں اپنے مشتاقوں کی ایک کثیر جماعت پیدا کرلی ہے۔

یہ وہی سر ولیم جونس ہیں، جو ۱۷۸۳ء میں فورٹ ولیم کلکتہ میں اعلیٰ جج مقرر ہوکر تشریف لائے تھے، ان ہی نے بنگال میں ایشیاٹک سوسائٹی قائم کرکے ملک پر ایسا زبردست احسان کیا ہے، جو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، ایشیاٹک سوسائٹی ہی کی محنتوں اور کاوشوں سے بعض بہت قدیم اور نایاب کتب اور علوم و فنون کو تازہ روشنی دیکھنی نصیب ہوئی کہ ہر سر ولیم جونس کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ وہ عربی، فارسی گجراتی، کناری، بنگالی اور اردو کے بھی ماہر تھے، آخر میں انہوں نے سنسکرت کی طرف اپنی توجہ مبذول کی اور بہت سی دقتوں اور آفتوں کا سامنا کرکے اسے حاصل کیا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں ہندوستانی پنڈتوں میں اس سے زیادہ کوئی معیوب بات نہیں خیال کی جاتی تھی، کہ سنسکرت مقدس دیوتاؤں کی مقدس زبان جس کے اسرار سینہ بسینہ اور نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے رہے ہیں وہ ایک ملیچھ شودر کے سپرد کردیے جائیں، اس لئے جب سر ولیم جونس نے سنسکرت کے اکتساب کا ارادہ کیا تو ملک کے طول و عرض میں کوئی پنڈت انھیں سنسکرت سکھلانے پر آمادہ نہ ہوا باوجودیکہ بیش قرار تنخواہ کی طمع دلائی گئی اور بہت سے وعدے مواعید کئے گئے قدیم ریکارڈ سے اتنا ضرور پتا چلتا ہے کہ دو تین پنڈت سر ولیم سے تنخواہ کی بابت دریافت کرنے گئے تھے لیکن یہ بات پنڈتوں کی برادری سے پوشیدہ نہ رہی اور ان پنڈتوں پر بری طرح گراں گزرا، جو پوچھنے گئے تھے حقہ پانی بند برادری کا کوئی رکن ان کے ہاتھ سے پانی نہیں پیتے گا مذ روٹی بیٹی کا سروکار اور ناطہ بالکل منقطع، اگر ملیچھ یا شودروں کو اپنی پوتر بھاشا سکھائی جائے گی، یہ طرز عمل دیکھ کر ان پنڈتوں کا شوق اتالیقی سرد پڑگیا۔

کرشن نگر کے مہاراج سر ولیم جونس کے دوست تھے انھوں نے بھی بہت کوشش کی، لیکن کوئی پنڈت سر ولیم کو سنسکرت سکھانے کیلئے تلاش کرکے نہ دے سکے۔

آخر کار ایک پنڈت تیار ہوگیا، ان پنڈت جی کا نام رام لوچن کوی بھوشن تھا "جو رونہ جانا خدا سے ناطہ" ضرب المثل ان پر بالکل صادق آتی تھی، ان کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا وہ دنیا میں بالکل اکیلے تھے، ویدک بھی جانتے تھے، اس لئے چار چھ مریض اکثر ان کے ہاں روز آتے رہتے تھے۔

پنڈت جی کو ان کی برادری نے چھوڑ دیا، لیکن سو روپیہ ماہوار اور سلکیہ سے چورنگی تک مفت پالکی کی سواری ایسی مراعات تھیں کہ پنڈت جی نے برادری اور دوست احباب کی پرواہ نہیں کی۔

پنڈت جی نے سنسکرت سکھانے کے ضمن میں اس قدر سخت شرائط اور پابندیاں رکھی تھیں کہ اگر سر ولیم جونس کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو دوسرے ہی دن سنسکرت سیکھنے کے شوق سے باز آجاتا، لیکن آفرین ہے ان کی ہمت پر کہ انہوں نے تمام کڑیاں جھیلیں اور اپنے عزم میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا بنگلہ کے زیرین حصہ میں ایک کمرہ درس و تدریس کیلئے مقرر ہوا تھا، اس میں پنڈت جی کے حکم سے سنگ مرمر کا فرش بنوایا گیا تھا، دوسرا پنڈت جی کا یہ ارشاد تھا، کہ جب تک وہ پڑھانے کیلئے تشریف لاتے رہیں بنگلے کے احاطہ میں بھی کسی قسم کا گوشت نہ آنے پائے، سر ولیم پنڈت جی سے نہار منہ اور خالی پیٹ درس لیا کریں، جب وہ بہت منت سماجت کرتے تھے تب کہیں پنڈت جی محض ایک پیالہ چائے پینے کی اجازت دیتے تھے، ایک سوار مقرر تھا جو سبق شروع ہونے سے آدھ گھنٹہ پہلے پنڈت جی کے دولتکدہ پر خبر دینے جاتا کہ حضور پڑھائی کا وقت ہوچکا پھر پنڈت جی پالکی میں سوار ہوکر نازل ہوتے تھے،

کمرہ سے ملحقہ کوٹھڑی انھیں محض اسلئے دیگئی تھی کہ وہ پوتر کپڑے جو پنڈت جی پہنکر آتے ہیں ٹانگ دیں اور صاحب کے سامنے جانیکا لباس زیب تن کرلیں، ایک ہندو ملازم تھا جو روز مرہ درس کے کمرہ کے در و دیوار اور فرش کو گنگا جل سے پاک و صاف کرتا تھا حتی کہ چند کرسیاں اور میز جو تھیں وہ بھی پوتر کی جاتی تھیں پنڈت جی کا مزاج بہت چڑچڑا تھا، اور وہ اکثر سر ولیم کو جھڑک دیتے تھے، کہ گوشت خور کبھی سنسکرت نہیں سیکھ سکتے یہ ملیچھوں کی زبان نہیں ہے یہ دیوتاؤں کی زبان ہے لیکن سر ولیم جونس پنڈت جی کی باتوں کا برا نہیں مانتے تھے۔ ان کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کی تند مزاجی کا جواب خندہ پیشانی سے دیتے تھے آخر کار سر ولیم نے سنسکرت سیکھ ہی لی۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ ولایت ہی میں معمولی اردو سیکھ گئے تھے، اس لئے درس میں زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں ہوا، ورنہ پنڈت جی انگریزی نہ جانتے تھے اور سر ولیم جونس سنسکرت سے نابلد تھے لہذا بہت مصیبت کا سامنا ہوتا، مشہور گورنر جنرل لارڈ وارن ہیسٹنگز سر ولیم کی اس سنسکرت نوازی سے بہت خوش تھے وہ خود مشرقی زبانوں سے بڑی ہمدردی کرتے تھے،

ایک مرتبہ ڈرامہ پر پنڈت جی اور سر ولیم سے مباحثہ ہوگیا اسوقت سر ولیم کو یہ معلوم نہیں تھا، کہ سنسکرت میں بھی ڈرامہ کا وجود ہے جب انھیں معلوم ہوا تو بہت حیرت میں پڑگئے اسکے بعد انھوں نے کالی داس کے مشہور شکنتلا ناٹک کا مطالعہ شروع کیا، اور پھر اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا، ترجمہ بہت ناقص تھا اور خامیوں سے معمور، لیکن پھر بھی اہل یورپ کیلئے اس میں انتہائی دلآویزی اور جاذبیت تھی، مشہور جرمن شاعر گوئٹے تو یہ ترجمہ پڑھ کر اس قدر مسحور ہوا کہ اس نے شکنتلا پر ایک نفیس نظم کہہ ڈالی۔

نوٹ - سر ولیم جونس کا معاملہ تو دور کی بات ہے یہ ۱۹۱۱ء کا واقعہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے ایک پنڈت صاحب کو خاکسار کیواسطے سنسکرت پڑھانے کیلئے مقرر کیا، یہ جون کے مہینہ میں دوپہر کے وقت منہ لپیٹ کر آیا کرتے تھے اور چند روز آکر پھر رہ گئے جب دریافت کیا گیا تو کہا کہ میں ہندوؤں سے ڈرتا ہوں

KHILAFAT LIBRARY

داعیانِ اسلام متوجہ ہوں

امسال ہندوستان کے ہر ایک مقام پر جس ذوق وشوق سے مسلمانوں نے حب خدا اور حُبِ رسولؐ کا ثبوت دیا ہے اس پر تمام داعیانِ اسلام کو مبارکباد دیتا ہوں، جن کی سعی وکوشش سے ایک قلیل عرصہ میں سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے ہند کے در ودیوار گونج اُٹھے۔ نہ صرف ہند بلکہ جہان تک اطلاعات آئی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اسلامی دنیا میں امسال عید میلاد منایا گیا ہے اور وہ دن تو بہت قریب ہے جبکہ تمام دنیا کے ہر ایک قریہ قریہ سے ” لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا بلند ہوگی۔

چونکہ آئندہ سال کے واسطے ہر ایک داعی اسلام جو بھی یہاں ہے ان سب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عید میلاد کی پوری اور مکمل رپورٹ آجانے پر کتابی شکل میں شائع کیجائیگی۔ رپورٹ میں پوری روئداد اور مختصر تقریریں اور تقریر کرنے والوں کے اسم گرامی اور نعتیں پڑھنے والوں کے اور والنٹیروں کی تعداد خاص طور پر تحریر کی جائے۔

مقام، تحصیل، تار آفس، پوسٹ آفس ضلع اور صوبہ کا نام بھی تحریر ہو کیونکہ ہر صوبہ کے ماتحت ہر مقام کی رپورٹ لکھی جائیگی۔

خادم کشفی شاہ نظامی، پوسٹ بکس 326، رنگون

اکسیر معدہ آپکو کیا فائدہ دیگی؟

یہ امراض معدہ وسینہ کا لاثانی علاج، اور بکثرت دودھ گھی ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے تمام بیماریوں کی جڑھ کمزور معدہ ہی اگر آپ کو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں، ورنہ مرغن لذیذ اور مقوی غذائیں بھی محض وبال ہیں۔ یہ اکسیر معدہ ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باد گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، قے، جی کا متلانا، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، آنکھ و دماغ کی کمزوری گرمی کی شدت، پیاس کا زیادہ لگنا، ہاتھ پاؤں کا گرم رہنا، کرم شکم، قبض، اسہال ریاح، کھانسی، دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے۔

دودھ، بالائی، ماکھن، گھی، گوشت، انڈے وغیرہ مرغن اور مقوی اشیاء ہضم کرنیکی لاثانی دوا ہے۔

ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ گھی روزانہ ہضم ہوجاتا ہے خون صالح پیدا ہوکر چار پانچ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے۔

دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دیتی ہے کمزور اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے بے نظیر چیز ہے (خوراک چار رتی)

قیمت ——— فی شیشی جو کئی ماہ کیلئے کافی ہے صرف دو روپے محصول الگ

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی رائے۔ مکرمی میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں:- ” کچھ دن ہوئے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی، ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی، اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میرے تمام معدہ اور شکم کی تکلیف رفع ہوگئی، اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں، اور ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے، کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرماویں، مشکور ہونگا، اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے۔ آمین۔

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ورنہ یہ مسلمہ امر ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر بدبودار ہو جاتی ہے، کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے، اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو، تو تمام معدہ متعفن ہوجاتا ہے اور متعفن معدہ ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، اس کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ اکسٹھ گولی کی قیمت صرف ۱۲؎

مینجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ

حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزارہا بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کردیں جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا، انھیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا اور موتیوں کی طرح چمکاتا، بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، گوشت خورہ، دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا، دانتوں پر میل کا جمنا، یا ان کا زرد رنگ رہنا اور منہ سے پانی کا آنا، غرضیکہ جملہ امراض دندان کیلئے یہ پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قیمت ——— فی شیشی ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

مینجر تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی رائے۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے، سابق مسلم مشنری شکاگو (امریکہ) حال مینجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ ” میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا، بہت مفید پایا، علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑھوں کیلئے بھی بہت مفید ہے، میرے ایک دانت میں درد تھی اس میں بہت حد تک تخفیف ہوگئی “۔ مینجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

تبلیغ کے لئے بےنظیر کتابیں

اگر یہ سب کتابیں اکٹھی خریدیں تو نصف قیمت ورنہ سالم

آریہ مذہب کی حقیقت

آریوں میں تبلیغ کیلئے بےنظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی۔ (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت، (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون۔ (۶) ویدوں میں جدال وقتال کی خطرناک تعلیم (۷) کیا آریہ وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بوداپن، (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس عملی کسوٹی پر (۱۳) آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے؟ اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکال کر رکھ دیا ہے، قیمت صرف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ صرف چند جلدیں باقی ہیں۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں، اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں، (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست یگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں، (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور باونے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادت گویا وہ ہندوؤں کی کتب کثیرہ جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/) محصول الگ۔

ست اپدیش

یہ کتاب کس پایہ کی ہے اس کیلئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارکہ ملاحظہ کیجئے آپ لکھتے ہیں، "میں نے کتاب ست اپدیش پڑھی، مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی، اسکے ختم کرتے کرتے انسانکو یقین ہوجاتا ہے کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے اور دل اس امر پر مطمئن ہوجاتا ہے کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے اللہ تعالیٰ آپکی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے ہیں، امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی اور اس کتاب کو خرید کر دوسرے دوستوں میں بھی تقسیم کریگی، دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کردیں اور قیمت مجھ سے وصول کرلیں، قیمت صرف ایک روپیہ، محصولڈاک علاوہ۔

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے کہ جسمیں ہندوؤں کی کل عقاید (۱) سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو رکھشا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت باوا نانک کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان کی بزور تردید کی ہے برخلاف اسکے مسلمانوں کے عقائد کے گرو صاحب دل وجان سے قائل تھے، مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باوا صاحب (۹) حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے پھر آخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل ومبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی ومددگار رہے اور سکھ گوروؤں نے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے نہایت زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے قیمت صرف ایکروپیہ بارہ آنہ، مگر نور کے خریداران سے صرف ایکروپیہ آٹھ آنہ

سکھ اور مسلمان

اڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گذشتہ مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا اڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا صرف چند کاپیاں باقی ہیں سکھوں اور مسلمانوں کیلئے بہترین حربہ ہے قیمت فی کاپی آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ میرا انجمن حمایت اسلام کے گذشتہ سالانہ جلسہ کا لیکچر ہے جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا، اب یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب ودیگر کتب سکھ دھرم یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو صرف مسلمانوں سے ہی ؁

۲۰ دسمبر کا اہلحدیث اس رسالہ کے متعلق لکھتا ہے کہ "قادیان میں ایک صاحب شیخ محمد یوسف (سابق سورن سنگھ) ہیں آپکو سکھوں کے لٹریچر سے کافی واقفیت ہے۔ اس رسالہ (سکھ مسلم اتحاد) میں آپ نے بتایا ہے کہ سکھ دھرم اسلام کے قریب ہے اسلئے سکھ مسلم اتحاد ہو سکتا ہے قیمت کاغذ اعلیٰ ۸/ ادنیٰ ۶/

ملنے کا پتہ :- منیجر اخبار نور، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

ایک ستّر سالہ بُوڑھے کی آواز!

ہم ملیریا سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں اور ملیریا سے پیدا شدہ ناتوانی سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

دوستو! ہندوستان کیلئے ملیریا بخار ایک خطرناک ڈائن سے کم نہیں یہ اپنے بعد جو کمزوری اور دیگر عوارض چھوڑ جاتا ہے، وہ بسا اوقات تمام عمر کیلئے انسان کو زندہ درگور بنا دیتے ہیں، اکسیر البدن کا استعمال آپکو ملیریا کے حملہ سے محفوظ رکھیگا، اور پھر ملیریا کے بعد جو کمزوری ہو جاتی ہے اسے دور کریگا، نہ صرف ملیریا کیلئے ہی یہ تریاق ہے بلکہ جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں کے دور کرنیکا بھی ایک ہی علاج ہے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں، خود میری طرف ہی دیکھئے میں ستر سالہ بوڑھا ہوں، ہڈیوں کا پنجر ہو گیا تھا، مگر اس اکسیر البدن کے استعمال سے از سر نو جوان بن گیا، یہ میرا ہی تجربہ نہیں، بلکہ ڈاکٹر بھی بعد از تجربہ اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں چنانچہ **ڈاکٹر سیّد رشید احمد صاحب** آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک دوست کیلئے آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن منگوائی تھی، اُنھوں نے اس کو استعمال کیا اور ان کو اس سے بے حد فائدہ ہوا، میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں، ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد ارسال فرمادیں"

قیمت فی شیشی جس میں ایک ماہ کی خوراک ہے۔ پانچروپے (صہ) محصولڈاک علاوہ

قادیان کے بزرگ توموتی سُرمہ ہی پسند کرتے ہیں

اس لئے آپ کو بھی یہی سرمہ استعمال کرنا چاہئے

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے ناظر تالیف و تصنیف موتی سرمہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ کو گکروں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی، چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی، اس نے آپ کا موتی سرمہ چندروز تک استعمال کیا، جس سے اسکو بہت فائدہ ہوا، اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے میں یہ اطلاع اس لئے آپ کو دیتا ہوں، تاکہ اور لوگ بھی موتی سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں"

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، مگر آپ کے موتی سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب بیماری اور کمزوری دور ہو گئی، اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل درست اور ٹھیک ہو گئی ہے اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو آپ تک پہونچاتا ہوں، کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

جناب میر محمد اسحاق صاحب فاضل ناظر ضیافت و سینئیر پروفیسر احمدیہ کالج تحریر فرماتے ہیں، کہ "مجھے گکروں کی مدت سے شکایت تھی رات کو مطالعہ سے خارش، جلن، پانی بہنا یہ عوارض زور پکڑ جاتے تھے، آپ کے موتی سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا، اللہ کریم آپ کو جزائے خیر دے"

ضعف بصر، ککرے، جلن، خارش چشم، پھولا جالا، پانی بہنا، دھند غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیابند، غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے اگر فائدہ نہو تو اپنی قیمت فی الفور واپس لو، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ: مینجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)